عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

قیمت: ۱۰ روپے

جلد: ۳۴ | ۹ تا ۱۵ ربیع الاول ۱۴۳۶ھ مطابق یکم تا ۷ جنوری ۲۰۱۵ء | شمارہ: ۱

آنحضرت ﷺ کے عائلی ودعوتی حالات

ماہِ ربیع الاوّل اور اُس کے تقاضے

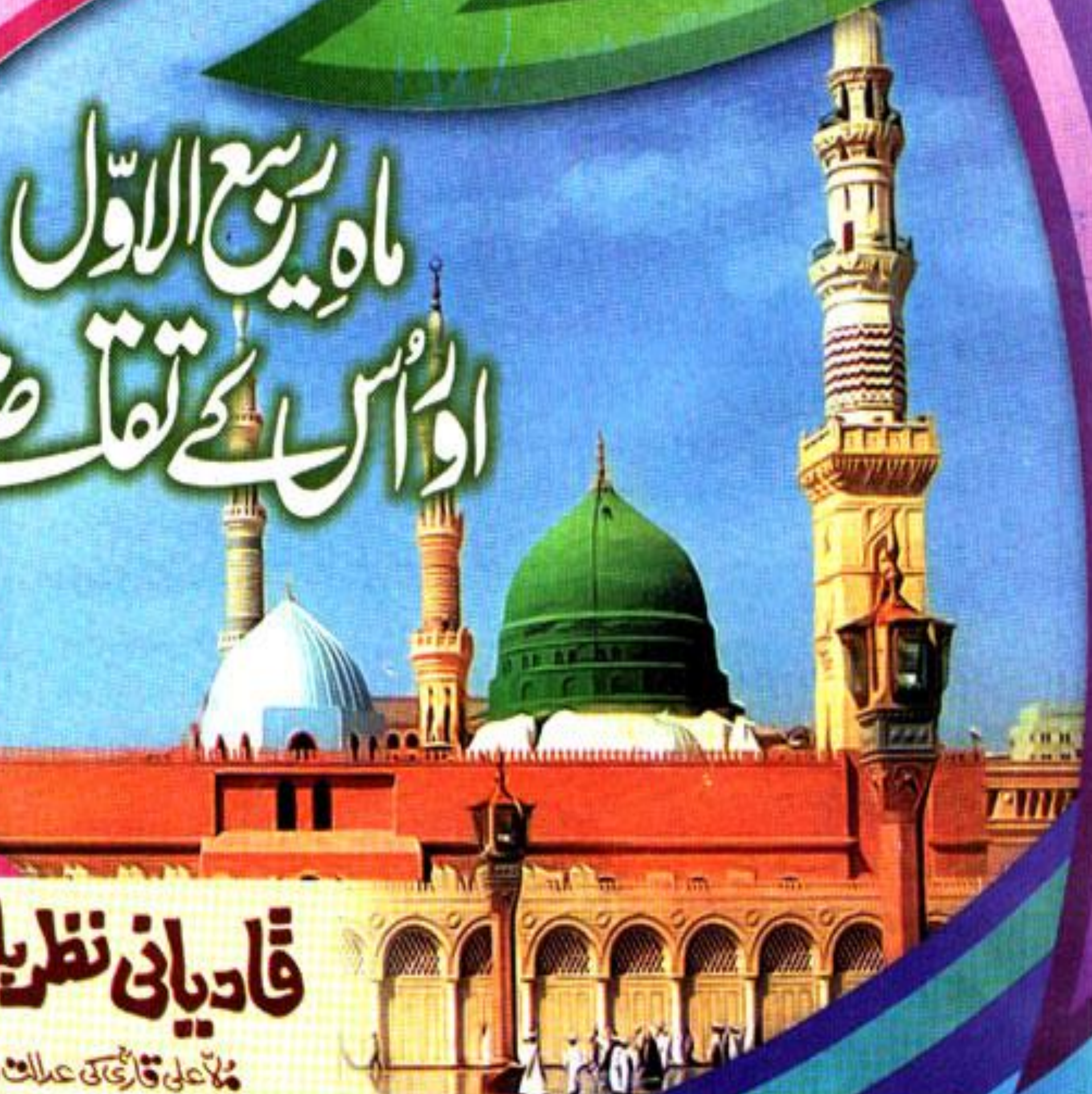

قادیانی نظریات

ملا علی قاری کی عدالت میں

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

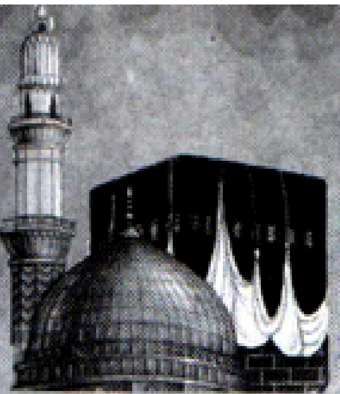

آپ کے مسائل

مولانا اعجاز مصطفیٰ

کاروبار میں شراکت داری اور دیگر معاملات

حافظ محمد عابد

س:...... گزشتہ شمارے میں آپ نے میرے اور میرے ذہنی مریض بھائی کے معاملات میں مشورہ دیا تھا۔ مزید عرض ہے کہ میرا کاروبار واجبی سا ہے اور میری بھی اب وسیع فیملی ہو چکی ہے، مجھے ان کی ضروریات بھی بمشکل پوری کرنی ہوتی ہیں اور مزید حصے کی تخفیف بھی اثر انداز ہوگی، دیگر میرے ان ذہنی مریض بھائی کے کوئی اور ذرائع آمدنی تو ہیں نہیں۔ از روئے شرع وقاعدے کے مطابق مشورہ دیجئے کہ میں کیا کروں؟

ج:...... اگر آپ دونوں اس کاروبار کو جاری رکھنا چاہتے ہیں تو ٹھیک ہے لیکن آپ کے ذمہ لازم ہے کہ پابندی کے ساتھ حساب کا خیال رکھیں اور ۴۰ فیصد منافع ادا کرتے رہیں۔ گزشتہ سالوں کا جو نہیں دیا وہ بھی ادا کریں، اسی طرح زکوۃ بھی ان کی اجازت سے ادا کریں، اس کاروبار میں آپ کا حصہ ۶۰ فیصد ہے آپ اس سے زیادہ نہیں لے سکتے ورنہ آپ غاصب ہوں گے۔ اس لئے احتیاط کے ساتھ گزشتہ تمام سالوں کا حساب کریں، اگر آپ زیادہ وصول کر چکے ہیں تو واپس کردیں اور بھائی کا ۴۰ فیصد پورا کریں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اپنے مفاد کی خاطر کسی کو بلاوجہ اور بغیر تحقیق کے قادیانی کہنا ظلم اور گناہ کبیرہ ہے

س:...... کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس بارے میں کہ ایک شخص اپنی سیاسی دکان چمکانے کے لئے ایک معروف پکے اور سچے مسلمان کو ذاتی عناد کی وجہ سے بھرے مجمع میں نعوذ باللہ قادیانی کہے؟ اس کے باوجود کہ الزام لگانے والا باخبر ہو کہ جس شخص پر الزام لگایا جارہا ہے، اس کا، اس کے والدین کا اور آباؤ اجداد میں سے کسی کا بھی فتنہ قادیانیت سے کوئی واسطہ نہیں رہا؟

ج:...... مذکورہ شخص کا اپنے مفاد کی خاطر کسی کو بلاوجہ اور بغیر تحقیق کے قادیانی کہنا ظلم ہے اور زیادتی ہے جو کہ گناہ کبیرہ ہے، اس لئے مذکورہ شخص کو چاہئے کہ وہ فوراً اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرے اور جس پر یہ الزام لگایا ہے، اس سے بھی اپنی غلطی پر معافی مانگے کیونکہ یہ حقوق العباد کا مسئلہ ہے، جب تک اس مظلوم شخص سے معافی نہیں مانگ لیتا اللہ تعالیٰ کے یہاں بھی اس کی توبہ قبول نہیں ہوگی۔ کسی مسلمان کو گالی دینا یا اسے کافر کہنا شدید گناہ ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”ایک مسلمان کو گالی دینا فسق (گناہ کبیرہ) ہے اور اسے قتل کرنا کفر ہے۔“ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ: ”جس نے اپنے بھائی کو کافر کہا تو اس کا وبال ان دونوں میں سے کسی ایک کی طرف لوٹ کر آئے گا۔“ (مشکوٰۃ، ص:۴۱۱، طبع قدیمی) ظاہر ہے کہ اگر ناجائز طور پر کہا تو اس کی طرف لوٹے گا، اس لئے کسی مسلمان کو کافر کہنا بڑی غلطی اور بہت بڑی جسارت ہے اور ایسا شخص اپنی عاقبت برباد کرنے کے درپے ہے۔ شرعاً حکومت ایسے شخص کو مظلوم کے مطالبہ کرنے پر تعزیراً سزا بھی دے سکتی ہے۔ جیسا کہ ہدایہ میں ہے:

”اذا قذف مسلماً بغیر الزناء فقال یا فاسق او یا کافر او یا خبیث او یا سارق ..... فوجب التعزیر ..... الخ۔“ (ہدایہ، ص:۵۳۵، ج:۲، باب القذف)

ترجمہ: ”جب ایک مسلمان پر کسی نے زنا کے علاوہ کوئی تہمت لگائی پس کہا اے فاسق یا کہا: اوئے کافر یا خبیث یا چور کہا تو اس کو تعزیراً سزا دی جائے گی۔“ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلس

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۳۴ — ۹ تا ۱۵ ربیع الاول ۱۴۳۶ھ مطابق یکم تا ۷ جنوری ۲۰۱۵ء — شمارہ: ۱

سرپرست

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفی

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

اتباع سنت..... کامیابی کی کلید!	۴	محمد اعجاز مصطفی
ماہ ربیع الاول اور اس کے تقاضے	۶	مولانا سید عبدالقادر چشتی ندوی
مجلس علماء اسلام کے مقاصد و اہداف	۸	مولانا زاہد الراشدی
موبائل فون کے ضروری احکام (۲)	۱۰	مفتی عبدالرؤف سکھروی مدظلہ
آنحضرت ﷺ کے عائلی و دعوتی حالات	۱۲	ڈاکٹر سعید الرحمن اعظمی ندوی
قائد اعظم کا پاکستان (۲)	۱۳	حضرت مولانا محمد صدیق مدظلہ
گیارہ عالمی شخصیات (۳)	۱۷	مفتی سید زین العابدین
قادیانی نظریات... ملاعلی قاری کی عدالت میں	۱۹	مولانا محمد یوسف لدھیانوی
حضرت شیخ الہندؒ کے دیس میں! (۲۷)	۲۲	مولانا اللہ وسایا مدظلہ
تحریک ختم نبوت.... آغاز سے کامیابی تک (۱۱)	۱۳	مسعود ساحر

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۳۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019

AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018

Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، ۳۴۲۳۴۴۷۶ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

محمد اعجاز مصطفیٰ

اداریہ

اتباع سنت..... کامیابی کی کلید

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی

اہل دنیا پر ایک وقت ایسا بھی گزرا جب انہیں راہ حق بتلانے والا اور راہ حق کی طرف ہدایت و راہنمائی کرنے والا کوئی نہ تھا۔ جانوروں سے بدتر سلوک اولاد آدم کے ساتھ روا رکھا جاتا تھا، مردوں کو بغیر کسی قصور اور جرم کے غلام بنایا جاتا تھا، عورتوں کو کنیز اور لونڈیاں بنا کر ہر ظلم وستم اور جور و جبر ان پر آزمایا جاتا تھا۔ حتیٰ کہ اہل یہود جب حالات سے تنگ آجاتے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اللہ تبارک وتعالیٰ سے مدد طلب کیا کرتے تھے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کو انسانیت پر ترس آیا، ان کی راہبری و راہنمائی کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جیسی شفیق ذات کو انسانیت کے لئے نمونہ بنا کر بھیجا، جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:

”لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُو اللّٰہَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیْراً۔“ (الاحزاب:۲۱)

ترجمہ: ”یقیناً تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں عمدہ نمونہ (موجود) ہے ہر اس شخص کے لئے جو اللہ تعالیٰ کی اور قیامت کے دن کی توقع رکھتا ہے اور بہ کثرت اللہ تعالیٰ کی یاد کرتا ہے۔“

عقائد ہوں یا عبادات، معاملات ہوں یا معاشرت اور اخلاق ہر ایک چیز میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسوۂ کامل ہیں۔ انسانیت کے لئے حصول سعادت اور کمال کا ذریعہ صرف اور صرف آپ کی اقتدا و اتباع میں ہے۔

اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے جزئیات وکلیات، حرکات وسکنات، خلوت وجلوت کے واقعات، کلمات طیبات اور عبادات ومبارکات کا ذخیرہ اس وثوق واستناد اور اس تسلسل ودوام اور اس کی تفصیل وتدقیق کے ساتھ محفوظ رکھا اور رکھوایا گیا، جس کی نظیر تاریخ انسانی میں پائی نہیں جاتی۔ قرآن کریم میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کو اہل ایمان پر احسان سے تعبیر فرمایا ہے، جیسا کہ ارشاد ہے:

”لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلاً مِّنْ اَنْفُسِھِمْ یَتْلُوْ عَلَیْھِمْ آیَاتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَۃَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلَالٍ مُّبِیْنٍ۔“ (آل عمران:۱۶۴)

ترجمہ: ”حقیقت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر احسان کیا جب کہ ان میں ان ہی کی جنس سے ایک ایسے پیغمبر کو بھیجا کہ وہ ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں اور (خیالات سے ورسوم جہالت سے) ان لوگوں کی صفائی کرتے رہتے ہیں اور ان کو کتاب

(الٰہی) اور فہم کی باتیں بتلاتے رہتے ہیں۔“

اور یہ بھی ارشاد فرمایا:

”اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَیُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَیَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِیْ كَانَتْ عَلَیْهِمْ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْ اُنْزِلَ مَعَهٗ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔“ (الاعراف:۱۵۷)

ترجمہ:”جو لوگ ایسے رسول نبی امی کا اتباع کرتے ہیں جن کو وہ لوگ اپنے پاس توریت وانجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں (جن کی صفت یہ بھی ہے کہ) وہ ان کو نیک باتوں کا حکم فرماتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں اور پاکیزہ چیزوں کو ان کے لئے حلال بتلاتے ہیں اور گندی چیزوں کو (بدستور) ان پر حرام فرماتے ہیں اور ان لوگوں پر جو (پہلے شرائع میں) بوجھ اور طوق (لدے ہوئے) تھے (یعنی ان پر احکام شدیدہ تھے) ان کو دور کرتے ہیں، سو جو لوگ اس نبی (موصوف) پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی حمایت کرتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں اور اس نور کو (مراد اس سے قرآن ہے) اتباع کرتے ہیں جو ان کے ساتھ بھیجا گیا ہے، ایسے لوگ پوری فلاح پانے والے ہیں۔“

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ کے دو حصے ہیں: ایک حصہ کا تعلق عقائد واعمال سے ہے، اور دوسرے حصے کا تعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عام زندگی سے ہے۔ جس حصے کا تعلق عقائد واعمال سے ہے، اس میں بال برابر فرق آنے سے ”دین“ اور ”تحریف دین“، ”سنت“ اور ”بدعت“ کا فرق پڑ جاتا ہے۔ ہر دو کے بارہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات واضح ہیں۔

۱:... احیائے سنت کے بارہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”من تمسک بسنتی عند فساد امتی فله اجر مأة شهيد۔“ (مشکوٰۃ:۳۰)

ترجمہ:”جس نے میری کسی سنت پر عمل کیا، میری امت کے فساد کے وقت تو اس کو سو شہیدوں کا اجر ملے گا۔“

۲:... اور بدعت کے بارہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه فهو رد۔“ متفق علیه (مشکوٰۃ:۲۷)

ترجمہ:”جس نے ہمارے اس دین میں کوئی ایسا کام کیا، جس کا ثبوت نہ ہو تو وہ مردود ہے۔“

ہر دو کے داعی کے بارہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”عن ابی هريرة رضی اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم من دعا الی هدیً کان له من الاجر مثل اجور من تبعه لاینقص ذالک من اجورهم شیئاً ومن دعا الی ضلالة کان له علیه من الاثم مثل من تبعه لاینقص ذالک من آثامهم شیئاً۔“ رواه مسلم۔ (مشکوٰۃ:۲۹)

ترجمہ:”جس نے کسی کو ہدایت کی طرف بلایا تو اس کے لئے اتنا ہی اجر ہوگا، جتنا اجر اس کی اتباع کرنے والے کو ملے گا اور اتباع کرنے والوں کے اجر میں کچھ کمی نہیں کی جائے گی اور جس نے کسی کو گمراہی کی طرف بلایا اس کو بھی اتنا ہی گناہ ملے گا جتنا گناہ اس کی اتباع کرنے والے کو ملے گا، اور اتباع کرنے والوں کے گناہ میں کچھ کمی نہیں کی جائے گی۔“

اس لئے ہر مسلمان کو چاہئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے محبت کرے اور آپ کی اتباع میں اپنی زندگی گزارے انشاء اللہ! دنیا میں بھی خوشیاں حاصل ہوں گی اور آخرت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب وشفاعت حاصل ہوگی۔

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

ماہ ربیع الاول اور اس کے تقاضے!

مولانا عبدالقادر پٹنی ندوی

اسلامی تقویم کا تیسرا مہینہ، ربیع الاول اور چوتھا مہینہ ربیع الثانی ہے، ربیع الثانی کو ربیع الآخر بھی کہتے ہیں۔ ربیع الاول کا اسلامی تاریخ سے گہرا تعلق ہے، دونوں کو ربیعین کہتے ہیں۔

ربیع کے معنی بہار کے ہیں اور واقعتاً یہ مہینہ عالم کے لئے بہار ثابت ہوا، ایسی بہار جس پر کبھی خزاں کا گزر نہ ہو، یہ ماہ اس نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کا مہینہ ہے، جس نے ابدی ہلاکت کے گہرے غاروں میں گرنے والی انسانیت کو ہمیشہ کے لئے بچالیا، یہ مہینہ رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں بابرکت آمد کا مہینہ ہے، جس کی رحمت نے ہر خاص وعام کو اپنے سایہ عاطفت میں لے لیا اور انسانیت کو توحید و رسالت کا ایسا پاکیزہ، مبارک اور طیبہ عقیدہ دیا جس کا عنوان ہی کلمہ طیبہ ہے اور جس کی دائمی افادیت کا ملہ کا شاہد قرآن ہے:

"اَلَمْ تَرَ کَیْفَ ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلاً کَلِمَةً طَیِّبَةً کَشَجَرَةٍ طَیِّبَةٍ اَصْلُھَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُھَا فِی السَّمَآءِ ○ تُؤْتِیْ اُکُلَھَا کُلَّ حِیْنٍ بِاِذْنِ رَبِّھَا" (سورۂ ابراہیم:۲۴،۲۵)

ترجمہ: "کیا تونے دیکھا نہیں کیسی بیان کی اللہ تعالیٰ نے ایک مثال بات صاف ستھری جیسے ایک درخت ستھرا اس کی جڑ مضبوط ہے اور شاخیں آسمان میں وہ اپنا پھل ہر وقت پر اپنے رب کے حکم سے لاتا ہے۔"

یہ مہینہ اس ذات والاصفات کی تشریف آوری کا مہینہ ہے، جس کی دعا سینکڑوں انبیاء کے جدامجد حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور ان کے فرزند ارجمند حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہما السلام نے مرکز توحید، بیت رب العالمین، کعبہ مقدسہ کی تعمیر کے دوران مقبولیت کی خاص الخاص گھڑی میں تھی کہ بیت اللہ کی تعمیر میں باپ بیٹا اپنی زبان مبارک سے کہتے جارہے تھے:

"وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرَاھِیْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمَاعِیْلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ○ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَا اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّکَ وَاَرِنَا مَنَاسِکَنَا وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ○ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْھِمْ رَسُوْلاً مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِکَ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ وَیُزَکِّیْھِمْ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ○"

(البقرہ:۱۲۷،۱۲۹)

ترجمہ: "اور یاد کرو جب اٹھاتے تھے ابراہیم بنیادیں خانہ کعبہ کی اور اسماعیل اور دعا کرتے تھے: اے ہمارے پروردگار! قبول کر ہم سے، بے شک تو ہی ہے سننے والا اور جاننے والا، اے ہمارے پروردگار! ہم کو اپنا حکم بردار بنا اور ہماری اولاد میں بھی ایک جماعت فرمانبردار بنا اور ہم کو حج کرنے کے قاعدے بتلا اور ہم کو معاف کر، بے شک تو ہی ہے توبہ قبول کرنے والا مہربان، اے ہمارے پروردگار! اور بھیج ان میں ایک رسول ان ہی میں کا کہ پڑھے ان پر تیری آیتیں اور سکھلادے ان کو کتاب اور حکمت کی باتیں اور پاک کرے ان کو، بے شک تو ہی ہے بڑی زبردست، بڑی حکمت والا۔"

وہ نبی رحمت جس کی آمد کی پیشگوئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے:

"وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗ اَحْمَدُ" (سورۂ صف:۶)

ترجمہ: "میرے بعد ایک نبی کے آنے کی بشارت دیتا ہوں، جس کا نام احمد ہوگا۔"

کے ذریعہ کی، وہ نبی رحمت جس پر نازل کردہ کتاب کی حفاظت کا ذمہ خود رب العالمین نے یہ فرماتے ہوئے کیا ہو کہ:

"اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا" (المائدہ:۳)

ترجمہ: "آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کردیا اور تم پر اپنی نعمت مکمل کردی اور تمہارے لئے اسلام کو دین کے طور پر پسند کرلیا۔"

کا وہ تمغۂ امتیاز عنایت فرمادیا ہے جس پر ادیان سابقہ کے علماء بس رشک ہی کرتے رہ گئے ہوں، کوئی بھی نبی یا رسول ایسے نہیں جن کی نبوت کے امتیازی اوصاف اس خاتم النبیین کی نبوت میں شامل نہ ہوں:

حسن یوسفؑ دم عیسیٰؑ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

اس نبی آخرالزماں، خاتم النبیین کی تشریف آوری پر انسانیت جس قدر بھی خوش ہو، کم ہے اور اس کے احسان پر امتنان و احسان مندی کے جذبات کا اظہار کرنا بجا ہے، محب صادق وہی ہے جو محبوب کی محبت سے سرشار ہو اور اس کی ہر ادا پر فدا، سید النبیین و المرسلین محمد رسول اللہ الامین صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی وامی) سے بڑھ کر مخلوق میں کون ہے، جو محبت وعشق کا حق رکھتا ہے۔

محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جزو ایمان ہے، ایسی محبت جو جان، مال، عزت وآبرو، اولاد اور سب کی محبت پر غالب ہو، ایسی محبت جس میں اطاعت شعاری بھی آخری درجہ کی ہو: "ان المحب لمن یحب یطیع۔"

اس محبت میں صدیق اکبر، عمر فاروق، عثمان غنی، علی المرتضیٰ، اصحاب بدر اور اصحاب حنین رضی اللہ عنہم اجمعین کا نمونہ اس کے پیش نظر ہو، یہ وہ مبارک ہستیاں ہیں جنہوں نے محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سب کچھ فنا کر دکھایا اور دیگر صحابہ کرامؓ ہیں جن کے متعلق خالق کائنات ان کی محبت و فدائیت کی تصدیق میں اپنی مقدس کتاب میں یہ فرماتے ہوئے شہادت دی:

"فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا۔" (الاحزاب:۲۳)

ترجمہ: "ان میں بعض اپنی مراد پا چکے اور بعض ابھی انتظار کر رہے ہیں اور انہوں نے اپنے ارادہ میں کوئی تبدیلی نہیں کی ہے۔"

وہ نبی جو ایک طرف تو "اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ۔" (الکہف:۱۱۰)... میں تو تمہارے ہی طرح ایک انسان ہوں... کہہ کر اپنی بشریت کاملہ کا اعلان کرتا ہے تو دوسری طرف "یُوْحٰٓی اِلَیَّ" (الکہف:۱۱۰) ... بس میرے پاس وحی آتی ہے... کہہ کر اپنی امتیازی شان بھی بتاتا ہے کہ مجھے بشریت کا اعتراف اور عبدیت پر ناز ہے تو وہ اس تمغۂ امتیاز کو بھی سمجھ لو کہ مجھے وحی و نبوت کا وہ شرف بخشا گیا ہے کہ جملہ انبیاء و رسل بھی نفس نبوت میں شرکت کے باوجود اس علو مرتبہ کو نہیں پہنچ پائے، ایک طرف اگر اپنے بارے میں مجھے اس کا اعتراف ہے کہ کہو: "لو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر"... اگر مجھے غیب کا علم ہوتا تو بہت سارا خیر و بھلائی اکٹھا کر لیتا... تو دوسری طرف مجھے اس فضل ایزدی پر بھی فخر ہے کہ: "وعلمک مالم تکن تعلم"... اور آپ کو وہ سب سکھایا جو آپ نہیں جانتے تھے... کے ذریعہ ایسا علم عطا فرمایا کہ جس کی کوئی نظیر نہیں، ایک طرف اگر میرے جوتے کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے تو رب کریم سے مانگتا ہوں تو دوسری طرف زمین و آسمان کے خزانے بھی خدا مجھ پر بخشش دے تو وہ ادنیٰ ذرہ کے مثل ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وسلم فداہ ابی وامی ونفسی ومالی پر ہم اپنا سب کچھ اور خود اپنے کو نچھاور کر دیں تو بھی حق کی ادائیگی نہیں ہو سکتی، بلکہ یہ بھی ہماری سعادت اور شرف ہی میں شمار ہوگا۔

ظاہر بات ہے ایسی ذات والا صفات کو جتنا یاد کیا جائے، کم ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر خیر کو جتنا بھی عام کیا جائے اس آیت کریمہ: "وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ" (الانشراح:۴)... اور ہم نے آپ کے تذکرے کو بلند کر دیا... سے ادائی کمتر ہے، دنیا میں کوئی گھنٹہ، کوئی منٹ ایسا نہ گزرتا ہوگا جس میں اذان کے بذریعہ بہانگ دہل یہ آواز بلند نہ ہوتی ہو: "اشهد ان لا الٰه الا الله واشهد ان محمداً رسول الله"... وہ بھی شہادت توحید کی طرح تکرار کے ساتھ۔

لہٰذا کون ایسا بدبخت ہوگا جو ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے منع کرے؟ سوال صرف اتنا ہے کہ ہمارے سامنے سچے عاشقین رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عہد صحابہؓ، عہد تابعین و تبع تابعین، مشائخ کرام، اصحاب سلاسل تصوف رحمہم اللہ تعالیٰ کی ایک بڑی جماعت اور جم غفیر ہے، جن کا قولاً وعملاً عشق رسول کا نمونہ ہمارے پاس محفوظ ہے، ہم ان کے نقش قدم پر چل کر ان کی طرح یاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منائیں یا اپنی طرف سے نت نئے طریقے ایجاد کریں؟ اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب وہ طریقہ ہوگا جو ان پاک ہستیوں نے ہم کو قولاً وعملاً بتایا یا ہمارا مخترع، اپنا ایجاد کردہ طریقہ؟

فیصلہ ہر شخص اور جماعت کو خود کرنا ہے، کیونکہ مرنا اور مر کر جواب دینا خود کو ہے نہ کہ دوسروں کو۔

☆☆..........☆☆

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 32514972-32531133

مجلس علماء اسلام کے مقاصد واہداف!

مولانا زاہد الراشدی

۹ دسمبر کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان میں مجلس علماء اسلام پاکستان کی سپریم کونسل کے منعقدہ اجلاس میں اکثر جماعتوں کے صف اول کے راہنما شریک ہوئے اور خطاب کیا۔ ان میں سے حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر اور مولانا حافظ سید عطاء المومن شاہ بخاری کے خطابات چونکہ کلیدی حیثیت رکھتے ہیں، اس لئے ان کا خلاصہ قارئین کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔

ڈاکٹر صاحب محترم نے ہم مسلک دینی و سیاسی جماعتوں کے اتحاد پر مسرت کا اظہار کرتے کرتے ہوئے اسے وقت کی اہم ضرورت قرار دیا اور فرمایا کہ اتحاد میں برکت ہے جبکہ افتراق وخلاف میں ہمیشہ نقصان ہوتا ہے۔ انہوں نے حضرت حسنؓ کے ایک ارشاد کا حوالہ دیا کہ جب انہوں نے حضرت معاویہؓ کے ساتھ صلح کی اور ان کے ہاتھ پر بیعت کرکے امت کو ایک بار پھر متحد کیا تو اس پر پوری امت میں اطمینان کا اظہار کیا گیا اور اس سے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ پیشگوئی بھی پوری ہوئی جو حضرت حسنؓ کے بارے میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلام نے ارشاد فرمائی تھی۔ اس سال کو ''عام الجماعۃ'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور یہ حضرت حسنؓ کا عظیم کارنامہ شمار ہوتا ہے، مگر اعتراض کرنے والے بھی ہر زمانے میں موجود ہوتے ہیں، چنانچہ ایک صاحب نے اس صلح کے بعد حضرت حسنؓ کو ''یامذل المومنین'' (اے مسلمانوں کو ذلیل کرنے والے) کہہ کر خطاب کیا تو حضرت حسنؓ نے جواب میں فرمایا کہ مذل المومنین نہیں، بلکہ ''معزالمسلمین'' ہوں۔ یعنی مسلمانوں کی عزت کو بحال کرنے والا ہوں، اس لئے کہ اتحاد اور یکجہتی سے امت کی عزت میں اضافہ ہوتا ہے، جبکہ ''الخلاف شر'' یعنی افتراق وخلاف سراسر شر ہوتا ہے، پھر سیدنا حضرت حسنؓ نے فرمایا کہ تمہیں خلاف وتفرقہ میں جو فائدہ دکھائی دیتا ہے، اتحاد واتفاق کے فوائد اس سے کہیں زیادہ ہیں۔

حضرت ڈاکٹر صاحب نے علمی و فقہی اختلاف کو اس کی حدود میں رکھنے کی ضرورت پر زور دیا اور اس کے حوالے سے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ایک واقعہ کا ذکر کیا کہ انہوں نے اپنی خلافت کے آخری دور میں حج کے دوران منیٰ میں قصر ترک کرکے ظہر اور عصر کی نماز پوری پڑھنی شروع کردی، جس کی وجہ بعد میں انہوں نے یہ بیان فرمائی کہ میں نے یہاں شادی کرلی ہے، اس لئے پوری نماز پڑھتا ہوں، مگر ایک موقع پر حضرت عثمانؓ نے ظہر کی نماز منیٰ میں چار رکعت پڑھائی تو کسی نے یہ بات حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کو بتائی جو منیٰ میں موجود تھے، لیکن نماز میں شریک نہیں ہوسکے تھے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ بات سن کر ''اناللہ وانا الیہ راجعون'' پڑھا اور فرمایا کہ ہماری تو ان چار رکعتوں کے بدلے دو رکعتیں ہی قبول ہوجائیں تو غنیمت ہے، لیکن اس کے بعد عصر کی نماز انہوں نے حضرت عثمانؓ کی اقتدا میں چار رکعت ادا فرمائی، جس سے امت کو یہ بتانا مقصود تھا کہ اختلاف ہونا کوئی بعید بات نہیں، ایسا ہوجاتا ہے لیکن اس اختلاف کو تفرق اور خلاف کا ذریعہ نہیں بننا چاہئے اور امت کے اتحاد میں فرق نہیں آنا چاہئے۔

ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ فروعی اور نظری اختلافات کو اپنے اپنے دائرے میں رکھتے ہوئے ہم سب کو ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنا چاہئے۔ باہمی محبت واحترام کے ساتھ دینی مقاصد کے لئے مشترکہ جدوجہد کرنی چاہئے اور امت کی وحدت کے لئے شخصی اور گروہی طور پر اگر نقصان بھی ہوتو اسے برداشت کرنا چاہئے۔

مولانا حافظ سید عطاء المومن شاہ بخاری نے اپنے خطاب میں چند اہم امور کی وضاحت کی، جسے ریکارڈ میں لانا ضروری ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں لادینیت، سیکولرازم، فحاشی وعریانی اور مغربی فلسفہ و ثقافت کے فروغ کے مقابلے میں مزاحمت کی قوت کو منظم کرنا ہوگا اور متحد ہوکر ان کا راستہ روکنا ہوگا، مگر مزاحمت سے مراد مار دھاڑ، قتل وغارت اور اسلحہ اٹھانا نہیں ہے، بلکہ جس طرح ہمارے اکابر نے دینی وقومی مقاصد کے لئے پُرامن جدوجہد کی ہے، اسی طرح ہم بھی پُرامن عوامی جدوجہد منظم کریں گے اور اس کے لئے سب جماعتوں کو بھرپور محنت کرنا ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ ہمارا یہ اتحاد مسلکی ضرور ہے لیکن کسی مسلک کے خلاف نہیں ہے اور نہ

ہی ہمارا آٹھ نکاتی ایجنڈا مسلک کی بنیاد پر ہے۔ یہ قومی ایجنڈا ہے جو ملک وقوم کے اجتماعی اہداف و مقاصد کی ترجمانی کرتا ہے، ہم اس کے لئے اپنی صف بندی کے بعد دوسرے مکاتب فکر سے بھی رابطہ کرنا چاہتے ہیں اور ہماری خواہش ہے کہ یہ جلد سے جلد ہو تاکہ ہم قومی سطح پر مشترکہ محنت کی کوئی صورت نکال سکیں، اس لئے کوئی مسلک اسے اپنے خلاف اتحاد تصور نہ کرلے۔

شیعہ، سنی بنیاد پر بھی ہم محاذ آرائی کے ماحول کو کم کرنے کی کوشش کریں گے اور ہماری محنت اس بات پر ہوگی کہ سنی، شیعہ اختلافات کو باہمی تصادم اور فسادات کی شکل اختیار کرنے سے روکا جائے۔ اس کے لئے ہم دوسرے مکاتب فکر کے راہنماؤں حتیٰ کہ اہل تشیع کے معتدل اور سنجیدہ رہنماؤں کے ساتھ بھی بات کریں گے اور مل جل کر پاکستان کی خودمختاری وسالمیت کے تحفظ، مغربی فلسفہ وثقافت کے مقابلے، اسلامی نظام کے نفاذ اور فحاشی وعریانی کے سدباب کے لئے جدوجہد کی راہ ہموار کریں گے۔ انہوں نے ''مجلس علماء اسلام پاکستان'' میں شامل جماعتوں کے راہنماؤں، علماء کرام اور کارکنوں پر زور دیا کہ وہ تحریر وتقریر کے ذریعے اس پیغام کو عام کریں۔ کارکنوں کو اس مقصد کے لئے تیار کریں، ان کی ذہن سازی اور تربیت کریں اور عوامی بیداری کے لئے تمام ممکنہ ذرائع کو استعمال کریں۔ نیز اپنی صفوں میں اتحاد ویگانگی کی فضا کو مستحکم کرنے میں بھرپور کردار ادا کریں۔

(بشکریہ روزنامہ اسلام کراچی، ۱۵دسمبر ۲۰۱۴ء)

علامہ ڈاکٹر خالد محمودؒ سومرو کا قتل قومی سانحہ ہے، دشمن ہمیں اپنے مشن سے نہیں ہٹا سکتا

تعزیتی اجلاس میں علماء کرام کا خطاب

سکھر (محمد مبشر حسین) ۷؍دسمبر بروز اتوار صبح دس بجے دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر میں علامہ ڈاکٹر خالد محمودؒ سومرو کی شہادت پر علماء کرام کا مشترکہ تعزیتی اجلاس ہوا، جس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کے رکن، مرکزی جامع مسجد کے خطیب قاری خلیل احمد بندھانی، شیخ الحدیث جامعہ حمادیہ منزل گاہ مولانا سعود افضل ہالیجوی، مولانا الٰہی بخش تانوری، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کے ناظم مولانا عبداللطیف اشرفی، مبلغ ختم نبوت مولانا محمد حسین ناصر، حافظ محمد رمضان نعمانی، مولانا غلام علی ڈیپر، مولانا عبدالسلام قریشی، قاری لیاقت علی، مولانا سائیں عبدالخبیر، مولانا قاری عبداللہ مہاجر مکی، حافظ محمد انس، محمد ادریس گجر، محمد عمیر، محمد عزیز ودیگر علماء کرام وتاجر حضرات نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔

علماء کرام نے کہا کہ علامہ خالد محمودؒ سومرو کی شہادت ایک عظیم سانحہ ہے، راہ حق میں جان قربان کرنے والے شہید رہنما کی سیاسی ومذہبی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔ قاری خلیل احمد بندھانی نے اپنے خطاب میں کہا کہ علماء دیوبند کی تاریخ قربانیوں سے بھری ہوئی ہے، ہم وارثان نبوت، صحابہ کرام واہل بیت ہیں دشمن ہمیں اپنے مشن سے نہیں ہٹا سکتا۔

مولانا سعود افضل ہالیجوی نے کہا کہ حضرت ڈاکٹر صاحب کی شہادت سے ہمیں مزید جوش وولولہ ملا ہے، ہم مایوس نہیں ہوئے، ہم انشاء اللہ! حضرت شہید کے مشن کو مکمل کرکے دم لیں گے۔

مولانا عبداللطیف اشرفی نے کہا کہ حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمودؒ سومرو کا قتل قومی سانحہ ہے، جس کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے۔

مولانا محمد حسین ناصر نے کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمودؒ سومرو کی شہادت کے سانحہ پر جمعیت علماء اسلام اور ڈاکٹر شہید کے بیٹوں اور بھائیوں کے غم میں برابر کی شریک ہے۔

آخر میں قاری خلیل احمد بندھانی نے حضرت شہیدؒ کے بلندیٔ درجات کے لئے دعا کرائی۔

☆☆............☆☆☆

موبائل فون کے ضروری احکام

نماز اہم عبادت ہے

قسط:۲

مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی مدظلہ

گانوں، باجوں والی گھنٹیوں کو سننا جائز نہیں:

س:...... شوقیہ طور پر دل بہلانے کے لئے یا محض تفریح طبع کے لئے ان مذکورہ بیلوں کو سننا سنانا جائز ہے یا نہیں؟

ج:...... کسی بھی غرض کے لئے ان بیلوں کو سننا جائز نہیں۔

دل خوش کرنے کی غرض سے گناہ کا ارتکاب جائز نہیں:

س:...... بعض لوگوں کا خیال ہے کہ بیل ایسی ہونی چاہئے جو کانوں کو بھلی معلوم ہو اور کسی دوسرے سننے والے کو بھی خوشگوار لگے، لہٰذا ہم تو ایسی بیلوں کے ذریعے ایک مومن کے دل کو خوش کرتے ہیں، مذکورہ بالا تاویل کی کیا حیثیت ہے؟

ج:...... خوشی دو طرح کی ہوتی ہے، ایک وہ خوشی ہے جو کسی نیک عمل کے نتیجے میں ہوتی ہے یا کسی نعمت کے مل جانے سے ہوتی ہے، یہ خوشی محمود ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "فذلک فلیفرحوا ای بالقرآن والاسلام" (قرطبی) یعنی قرآن اور اسلام کے نعمت ملنے پر خوش ہو جاؤ، دوسری جگہ ارشاد ہے: "فرحین بما اتاھم اللہ من فضلہ۔"

دوسری خوشی وہ ہوتی ہے جو کسی گناہ کے نتیجے میں ہوتی ہے، یہ مذموم اور ناپسندیدہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا ہے، چنانچہ جب قارون اپنے جمع کردہ مال پر خوش ہوا تو اس کی قوم نے اس کو نیک مشورہ دیتے ہوئے کہا: "لا تفرح ان اللہ لایحب الفرحین۔"

میوزک سننے پر جو خوشی ہوتی ہے وہ قسم ثانی میں داخل ہے اور ہر گناہ سے دل خوش ہوتا ہے، لیکن یہ خوشی چونکہ خلاف شریعت ہے، اس لئے کسی مومن کے دل کو خوش کرنے کی غرض سے گناہ کا ارتکاب کرنا جائز نہیں۔ (تبویب نمبر:۱۳/۲۲)

کمپیوٹر اور موبائل پر گیم کھیلنے کا حکم:

س:...... کمپیوٹر یا موبائل پر ایسا گیم کھیلنا جس میں جاندار کی تصویر نہ ہو جائز ہے یا نہیں؟ مثلاً کار کا گیم، کرکٹ گیم وغیرہ، نیز اگر تصویر کی صحیح طور پر شناخت نہ ہو رہی ہو تو اس صورت میں کیا حکم ہے؟

ج:...... کمپیوٹر یا موبائل پر ایسا کھیل جس میں جاندار کی تصویر نہ ہو یا جاندار کی تصویر واضح اور نمایاں طور پر نہ آتی ہو اور تصویر کی صحیح شناخت نہ ہو رہی ہو اور نہ موسیقی شامل ہو اور نہ اس میں جوا شامل ہو تو نابالغ بچوں کے لئے ایسا کھیل جائز ہے اور اگر محض تفریح طبع کے لئے کبھی کبھار یہ کھیل کھیلا جائے اور اس کی وجہ سے فرائض اور دیگر حقوق واجبہ میں کوتاہی نہ ہوتی ہو تو بالغوں کے لئے بھی اس کی گنجائش ہے تاہم اس میں اس قدر انہماک نہ ہو کہ فرائض اور دیگر حقوق واجبہ کی ادائیگی میں سستی ہونے لگے، جیسا کہ آج کل ہو رہا ہے تو پھر جائز نہیں۔ (تبویب نمبر:۸۲۹/۲۶، ماخذہ: التبویب بتصرف)

موبائل کھلا رکھ کر مسجد میں آنا:

س:...... موبائل کھلا رکھ کر مسجد میں آنا کیسا ہے؟

ج:...... مسجد میں موبائل کھلا رکھ کر آنا مسجد کے احترام کے خلاف ہے، کیونکہ اگر اچانک موبائل کی گھنٹی بجنی شروع ہو جائے تو مسجد میں شور و غل ہوگا جو کہ ممنوع ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری:۳۲۱/۵)

موبائل کھلا رکھ کر تنہا نماز پڑھنا:

س:...... تنہا نماز پڑھنے والے کے لئے موبائل کو کھلا رکھ کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

ج:...... موبائل کی گھنٹی کھلی رکھ کر نماز پڑھنے سے دورانِ نماز گھنٹی بجنے کی صورت میں خلل آنے کا قوی اندیشہ ہے، اس لئے نماز پڑھنے سے پہلے موبائل کو یا کم از کم اس کی گھنٹی کو بند کر دینا چاہئے، خواہ اکیلے نماز پڑھ رہا ہو یا جماعت سے۔ (شامی، زکریا:۴۲۵/۲)

نماز سے قبل موبائل بند کرنے کا اعلان کرنا:

س:...... بعض مساجد میں ائمہ کرام اقامت اور نماز کے درمیان صفوں کو درست کرنے کے اعلان کے ساتھ ساتھ موبائل بند کرنے کا بھی اعلان کرتے ہیں، شرعی نقطہ نظر سے یہ کیسا ہے؟

ج:...... چونکہ موبائل کا استعمال اب بہت عام ہو گیا ہے، اس لئے ضرورت کی بنا پر جماعت شروع ہونے سے پہلے موبائل بند کرنے کا اعلان نہ صرف جائز بلکہ مناسب ہے تاکہ دورانِ نماز موبائل کی گھنٹی بجنے سے نماز میں خلل واقع نہ ہو۔ (شامی، زکریا:۴۲۵/۲)

موبائل میں گھنٹی کی جگہ اذان یا قرآنی آیات وغیرہ فیڈ کرنا:

س:...... کسی شخص کا اپنے موبائل کی رنگ ٹون میں اذان یا آیت قرآنی یا نعت وغیرہ کو لگانے کا کیا

حکم رکھتا ہے؟

ج:......رنگ ٹونز کا مقصد اس بات کی اطلاع دینا ہے کہ کوئی شخص آپ سے بات کرنے کا متمنی ہے، گویا یہ دروازہ پر دستک دینے کے حکم میں ہے، اس اطلاعی مقصد کو حاصل کرنے کے لئے قرآن پاک کی آیات یا اذان کی آواز کو استعمال کرنا بے محل ہے، بلکہ ایک درجہ میں اس سے ان مقدس کلمات کی توہین کا پہلو بھی نکلتا ہے، اسی بنا پر حضرات فقہاء کرام نے اس طرح کے مقاصد میں کلمات ذکر کا استعمال ناجائز قرار دیا ہے، لہٰذا موبائل کی رنگ ٹونز میں اذان، آیاتِ قرآنی اور نعت وغیرہ فیڈ کرنا درست نہیں، علاوہ ازیں بعض مرتبہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ آدمی استنجا خانہ میں موبائل لے کر جاتا ہے اور وہیں کال آنے پر قرآن کی آیت کی آواز آنی شروع ہو جاتی ہے، اس میں بھی اہانت کا پہلو نکلتا ہے، اس سے بہرحال احتراز لازم ہے، موبائل میں صرف سادہ گھنٹی کی آواز ہی لگانی چاہئے۔ (الاشباہ والنظائر:۵۳، مکتبہ دارالعلوم دیوبند، مستفاد: امدادالفتاویٰ:۴/۲۴۹)

موبائل فون کی جوابی رنگ ٹونز میں گانا فیڈ کرنا:

س:...... اگر زید بذریعہ موبائل رابطہ قائم کرے، لیکن درمیان رابطہ عمر کے موبائل کی گھنٹی بجتے ہی زید کے موبائل میں گانے کی آواز سنائی دینے لگے تو کیا ایسی صورت میں زید کے لئے جائز ہے کہ وہ عمر سے رابطہ کو برقرار رکھے اور خود گناہ میں مبتلا ہو اور کیا عمر کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنے موبائل میں اس طور پر گانے کو سیٹ کرے کہ جس کے ذریعہ دوسرے لوگ گناہ میں مبتلا ہوں؟

ج:......موبائل میں ایسا پروگرام فیڈ کرنا کہ رابطہ کرنے والے کو گھنٹی کے بجائے گانا سنائی دے، قطعاً جائز نہیں، یہ نہ صرف گناہ بلکہ گناہ کی تبلیغ ہے، البتہ اگر کسی شخص کو ایسے آدمی سے رابطہ کی ضرورت پڑے جس نے موبائل میں گانا فیڈ کر رکھا ہو اور اس بنا پر رابطہ کرنے والے کو بلا ارادہ مجبوراً گانے کی آواز سنائی دے تو وہ گناہگار نہ ہوگا۔

(مسند امام احمد بن حنبل:۵/۲۵۷)

موبائل کی رنگ ٹونز میں چڑیا کی آواز:

س:......موبائل کی رنگ ٹونز میں کسی چڑیا یا جانور کی آواز ہے تو کیا یہ بھی میوزک میں داخل ہے؟

ج:...... چڑیا یا جانور کی آواز میوزک میں داخل نہیں ہے، لہٰذا اس کو موبائل کی رنگ ٹونز میں فیڈ کرنا جائز ہے۔ (بدائع الصنائع، زکریا:۱/۳۶۸)

موبائل کے الارم میں اذان کا فیڈ کرنا:

س:......صبح کے وقت نماز وغیرہ کے اٹھنے کے لئے موبائل میں الارم گھنٹی کی جگہ اذان کا فیڈ کرنا کیسا ہے؟ تاکہ صبح اٹھتے ہی پہلی آواز جو کان میں آئے وہ خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہو؟

ج:......نماز وغیرہ کے لئے الارم تذکیر میں داخل ہے اور تذکیر کی جگہ پر اگر اذان کے کلمات فیڈ کردیے جائیں تو اس میں کوئی حرج معلوم نہیں ہوتا، البتہ اگر موبائل کی عام گھنٹی میں اذان کے کلمات فیڈ کئے جائیں گے تو یہ اذان کا بیجا استعمال ہوگا اور اسے بے ادبی سمجھا جائے گا، یہی حکم گھڑیوں کا بھی ہے۔ (شامی، زکریا:۹/۵۰۳)

میوزک والے موبائل کی خرید و فروخت:

س:......کسی شخص کے لئے ایسے موبائل کا خریدنا یا بیچنا یا استعمال کرنا جس کی گھنٹیاں خالص میوزک ہی میوزک ہوں اور مزید یہ کہ اس میں سادی گھنٹی سیٹ کرنا بھی ممکن نہ ہو، شرعی اعتبار سے کیسا ہے؟

ج:......جس موبائل میں صرف میوزک والی ہی گھنٹی سیٹ ہو، اس کی خرید و فروخت مکروہ ہے اور اس سے میوزک والی گھنٹیاں سننا یا سنانا ناجائز ہے۔

(ہدایہ:۳/۳۸۸)

موبائل سے دینی بیانات وغیرہ سننا:

س:......بذریعہ موبائل دینی بیانات یا نعت شریف وغیرہ کا تصویر کے ساتھ یا بغیر تصویر کے سننا کا کیا حکم رکھتا ہے؟

ج:...... بذریعہ موبائل دینی بیانات اور نعتیہ نظموں وغیرہ کا سننا جائز ہے، بشرطیکہ اس میں حرام تصاویر نہ ہوں۔

(امدادالفتاویٰ:۵/۲۴۹، کفایۃ المفتی:۹/۲۰۷)

موبائل سے گانا سننا:

س:......بذریعہ موبائل بغیر تصویر کے گانا سننا شرعاً کیسا ہے؟

ج:......گانا سننا بہرحال گناہ ہے خواہ تصویر کے ساتھ ہو یا بلا تصویر، موبائل سے ہو یا کسی اور آلہ سے۔ (شامی، زکریا:۹/۵۲۶)

(جاری ہے)

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار میٹھادر کراچی
فون:32545573

آنحضرت ﷺ کے عائلی ودعوتی حالات

ایک مختصر جائزہ

مولانا ڈاکٹر سعید الرحمن اعظمی ندوی

سیرت کے دو اہم پہلو:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے دو پہلو ہیں: ایک پہلو ان کی ولادت سے لے کر وفات تک ہے، دوسرا پہلو ان کے فضائل اور محاسن کا ہے۔ سیرت نگاروں نے دونوں پہلوؤں پر سیر حاصل گفتگو کی ہے، ذیل میں ان کے ذاتی حالات سے متعلق کچھ معلومات نذر قارئین کی جاری ہیں تاکہ اس پہلو سے بھی ہر خاص و عام واقف ہو اور عملی زندگی میں اس سے کما حقہ استفادہ کر سکے۔

ابتدائی حالات:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ۳۱ر اپریل ۵۷۱ء پیر کے دن ہوئی، آپ کے والد کا نام عبداللہ، دادا کا نام عبدالمطلب، نانا کا نام وہب، دادی کا نام فاطمہ، نانی کا نام برہ تھا، آپ کے والد دس بھائی تھے: عباس، حمزہ، ابولہب، ابو طالب، زبیر، حارث، مقدم، حجل، ضرار، قثم۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے کئی ماہ قبل آپ کے والد کی وفات ہوگئی تھی، چھ سال کے بعد والدہ بھی دنیا سے رخصت ہوگئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چھ پھوپھیاں تھیں: ام حکیم، عاتکہ، برہ، امیمہ، اروی، صفیہ۔

بچپن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا، پھر ابولہب کی باندی ثویبہ نے، پھر حلیمہ سعدیہ کے حصے میں یہ سعادت آئی، اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو سعد کے قبیلے میں ایک وقت گزارا۔

مکی زندگی:

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر پچیس سال ہوئی تو حضرت خدیجہ سے آپ سے نکاح ہوا، ام المومنین خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ، ان کے والد خویلد اپنی قوم میں بلندی اور احترام کے مرتبہ پر فائز تھے، ان کی ماں حضرت فاطمہ بنت زائدہ تھیں، انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ابو ہالہ سے شادی کی تھی، ان کا اصل نام ہند بن زرارہ النباش تھا، قبیلہ تمیم کے رہنے والے تھے، ان کے اس شوہر سے دو بچے ہوئے، ایک کا نام ہند اور دوسرے کا نام ہالہ تھا، پھر انہوں نے عتیق بن عابد سے شادی کی، ان سے ایک بیٹے محمد اور بعض اقوال کے مطابق ایک بیٹی جاریہ پیدا ہوئی۔ حضرت خدیجہ کی ولادت عام الفیل سے پندرہ سال پہلے ہوئی تھی اور وفات ۱۰ نبوی میں ہوئی۔

چالیس سال کی عمر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت سے سرفراز کیا گیا، پہلی وحی "اقـرأ بـاسـم ربـک الـذی خلق...." کی شکل میں نازل ہوئی، ابتدا میں اسلام لانے والے چار افراد تھے: حضرت خدیجہؓ، حضرت ابوبکرؓ، حضرت علیؓ، زید بن حارثہؓ اور پانچویں فرد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ تیرہ سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں گزارا، اس دوران سخت ترین حالات آئے: شعب ابی طالب کا محاصرہ، عام الحزن، طائف کا سفر، قریش کی وقتاً فوقتاً ایذا رسانیاں، اس کے لئے باقاعدہ کمیٹیوں کی تشکیل، یہ تمام وہ حالات ہیں جو اس دور کی سرخیاں ہیں۔

مدنی زندگی:

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ ہجرت کی، ہجرت کے بعد وہاں ایک اسلامی معاشرہ قائم کیا، مسجد نبوی کی تعمیر ہوئی، اصحاب صفہ کی درسگاہ قائم ہوئی، دشمنوں کی ایذا رسانیوں کو روکنے کے لئے دفاعی جنگیں ہوئیں، جن میں غزوۂ بدر، غزوۂ احد، غزوۂ خندق، غزوۂ خیبر، غزوۂ بنی قریظہ، غزوۂ بنو نظیر، غزوۂ موتہ، فتح مکہ اور غزوۂ تبوک پیش آئے۔ اسی

ESTD 1880
ABS
ABDULLAH BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar, Mithader, Karachi. Ph:32546455, Cell:0301-2352363

دوران آپسی تعارف کے لئے صلح حدیبیہ کے نام سے ایک تاریخ ساز معاہدہ بھی ہوا جس میں فریقین کو جنگ سے باز رہنے کے لئے دس سال کی مدت طے کی گئی، غزوات کے علاوہ مدینہ کے زمانہ قیام میں غیر معمولی وفود کی آمد ہوئی، جن سے حلقۂ اسلام کو بڑھنے میں مدد ملی۔

اسلام کا معجزہ:

ابتدائے اسلام میں مسلمانوں کی تعداد پانچ تھی، لیکن حجۃ الوداع کا موقع ہے کہ مسلمانوں کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے، یہ صرف رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شب و روز دعوت کے سلسلے میں محنت و کوشش کا نتیجہ تھا۔

آخری وصیت اور وفات:

حجۃ الوداع کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت متاثر رہی، آپ نے مرض کے زمانہ میں کئی وصیتیں کیں، جن میں آخری وصیت نماز اور ماتحتوں کے ساتھ حسن سلوک کی تھی، فرماتے تھے:

”الصلوۃ وماملکت ایمانکم۔“

ترجمہ: ”دیکھو! نماز کا اہتمام رکھنا اور اپنے ماتحتوں اور غلاموں کا۔“

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہجرت کے گیارہویں سال ۱۲ ربیع الاول پیر کے دن تریسٹھ (۶۳) سال کی عمر میں ہوئی۔

ازواج مطہرات:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں خدیجہ بنت خویلد، سودہ بن زمعہ، عائشہ بنت ابی بکر، حفصہ بن عمر بن الخطاب، ہند بنت ابی امیہ، زینب بنت جحش، جویریہ بنت الحارث، صفیہ بنت حیی، رملہ بنت ابی سفیان، میمونہ بنت الحارث ہلالیہ، ماریہ قبطیہ، ریحانہ بنت عمرو ہیں۔

آل و اولاد:

آپ کی چار صاحبزادیاں اور کئی صاحبزادے تھے، آپ کے صاحبزادیوں کے نام اس طرح ہیں: حضرت قاسم، حضرت عبداللہ، حضرت ابراہیم، حضرت طیب، طاہر۔ (البدایہ والنہایہ: ۵/ ص۳۰)

بڑی صاحبزادی حضرت زینب تھیں جن کا نکاح ابوالعاص بن ربیع سے ہوا، دوسری صاحبزادی رقیہ تھیں جن کا نکاح حضرت عثمان بن عفانؓ سے ہوا، تیسری صاحبزادی حضرت ام کلثوم تھیں، جن کا نکاح حضرت عثمان بن عفانؓ سے ہوا، چوتھی فاطمہ الزہراؓ تھی، جن کا نکاح حضرت علیؓ سے ہوا۔ حضرت فاطمہ سے کئی بچے پیدا ہوئے، حضرت حسن (ہجرت کے تیسرے سال)، حضرت حسین (ہجرت کے چوتھے سال)، محسن (ولادت کے وقت ہی وفات پا گئے)، ام کلثوم و زینب۔

خلفائے راشدین و عشرۂ مبشرہ:

خلفائے راشدین میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علیؓ ہیں۔ عشرۂ مبشرہ میں ان چار کے علاوہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت ابوعبیدہ، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہم اجمعین شامل ہیں۔ ☆☆

قادیانیت چند شکوک وشبہات کے مجموعے کا نام ہے

عقیدہ ختم نبوت کی طرح حیات عیسیٰ علیہ السلام پر بھی ایمان رکھنا ضروری ہے

سہ روزہ ختم نبوت کورس کی اختتامی تقریب سے علماء کرام کا خطاب

لاہور.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام تین روزہ تحفظ ختم نبوت کورس جامع مسجد کوثر معراج پارک، حسن ٹاؤن ملتان روڈ لاہور میں منعقد ہوا۔ کورس میں شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا، شیخ الحدیث مولانا محمد نعیم الدین، مولانا مفتی محمد حسن، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا قاری عمر حیات، مولانا انعام اللہ، پیر رضوان نفیس، مولانا عبدالنعیم، مولانا مقصود احمد، مولانا عبدالعزیز، مولانا خالد محمود نے لیکچرز دیے۔ عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت و فضیلت، حیات عیسیٰ علیہ السلام، کذبات مرزا، قادیانی کی وجوہ کفر، مرزے قادیانی کے جھوٹے دعاوی اور ان کا دلائل کی روشنی میں رد سمیت کئی عنوانات پر علماء کرام نے سیر حاصل گفتگو کی۔ بعد ازاں کورس کے آخری دن اختتامی تقریب منعقد ہوئی جس میں شرکاء کورس کو اسناد اور ختم نبوت کے متعلق معلوماتی لٹریچر دیا گیا۔ اختتامی نشست سے خطاب کرتے ہوئے علماء کرام نے کہا کہ قادیانیت کسی مذہب اور عقیدے کا نام نہیں بلکہ چند شکوک وشبہات کے مجموعے کا نام ہے، جس کے ذریعے مسلمانوں کے ذہنوں میں افتراق اور انتشار کا بیج بوئے جانے کی ناپاک کوشش کی جاتی ہے۔ قادیانیوں کے پاس دلائل کی دنیا میں قرآن مجید، احادیث نبویہ، ہزارہا علماء امت کے اقوال میں سے کوئی ایک صحیح قول نہیں۔ حیات عیسیٰؑ کا عقیدہ قرآن و حدیث اور اجماع امت سے ثابت ہے، جس طریقے پر ختم نبوت کا منکر دائرہ اسلام سے خارج ہے اسی طرح حیات عیسیٰؑ کا منکر بھی مسلمان نہیں ہے۔ علماء کرام نے شرکاء کورس پر زور دیا کہ وہ اپنے اپنے علاقوں میں تحفظ ختم نبوت کا کام کریں اور قادیانیوں کی غیر قانونی سرگرمیوں سے مسلمانوں کو آگاہ کریں۔

قائداعظم کا پاکستان!

قسط:۳

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد صدیق مدظلہ

پاکستان بننے کے بعد کی تقاریر

پہلی تقریر:...... قیام پاکستان کے چھ ماہ بعد ایک تقریر میں فرماتے ہیں: اس اسکیم کو پیش کرتے ہوئے جو اصول میرے دل میں جاگزیں تھا۔ وہ مسلم ڈیموکریسی کا اصول تھا۔ یہ میرا ایمان ہے کہ ہماری نجات اس ذات اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کے اتباع میں مضمر ہے جس نے ہمیں قانون خداوندی عطاء فرمایا ہے۔ آیئے! ہم اپنی جمہوریت کی بنیاد سچے اسلامی اصولوں پر رکھیں۔ ہمارے خدا نے ہمیں سکھایا ہے کہ ہماری مملکت کے معاملات باہمی مشاورت سے طے پائیں۔ (سبی دربار ۱۴ فروری ۱۹۴۸ء)

دوسری تقریر:...... پاکستان کا قیام جس کے لئے ہم گزشتہ دس سال سے مسلسل کوشش کررہے تھے۔ اب خدا کے فضل سے ایک حقیقت بن کر سامنے آچکا ہے۔ لیکن ہمارے لئے ایک آزاد مملکت کا قیام مقصود بالذات نہیں تھا۔ بلکہ ایک عظیم مقصد کے حصول کا ذریعہ تھا۔ ہمارا مقصد یہ تھا کہ ہمیں ایک ایسی مملکت مل جائے جس میں ہم آزاد انسانوں کی طرح رہ سکیں اور سانس لے سکیں اور جس میں ہم اپنی روشنی اور ثقافت کے مطابق نشوونما پاسکیں اور جہاں اسلام کے عدل عمرانی کے اصول آزادانہ طور پر روبہ عمل لائے جاسکیں۔ (خالق دینا ہال کراچی میں خطاب ۱۱ اکتوبر ۱۹۴۷ء)

تیسری تقریر:...... ۳۰/ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو آسٹریلیا کے ایک نامہ نگار کو انٹرویو دیتے ہوئے قائد اعظم نے فرمایا کہ: پاکستان دنیا کے لاتعداد ممالک سے بھرے ہوئے نقشے پر ایک نام کا اضافہ نہیں بلکہ یہ حقیقت ہے کہ پاکستان اسلامی ممالک کی طویل صف میں ایک نہایت ضروری اضافہ ہے۔ آسٹریلیا کے پیغامات اور مراسلات بحیرہ روم اور یورپ تک اسلامی دنیا سے گزر کر ہی پہنچ سکتے ہیں۔ پاکستان قدرتی طور پر اسلامی ممالک سے بہتر قریبی تعلق رکھتا ہے۔

چوتھی تقریر:...... ۲۳/ دسمبر ۱۹۴۷ء کو ایک عرب ملک کے سفیر کا استقبال کرتے ہوئے فرمایا کہ: اسلام ہماری زندگی اور ہمارے وجود کا بنیادی سرچشمہ ہے۔ اسلام نے ثقافتی، تہذیبی ماضی اور ہماری گزشتہ روایات کو اتنا وابستہ، گہرا اور قریب کررکھا ہے کہ اس امر میں کسی کو شبہ نہیں ہونا چاہئے کہ ہم عربوں اور ان کے مسائل اور مقاصد کو حل کرنے کی ہمدردی رکھتے ہیں۔

پانچویں تقریر:...... (اسلامیہ کالج پشاور ۱۳/ جنوری ۱۹۴۸ء) فرمایا: ”ہم نے پاکستان کا مطالبہ کیا ایک زمین کا ٹکڑا لینے کے لئے نہیں کیا بلکہ ہم ایک ایسی تجربہ گاہ حاصل کرنا چاہتے ہیں جہاں ہم اسلامی اصولوں کو آزما سکیں۔“ قائد اعظم اس حقیقت کا ادراک رکھتے تھے کہ اسلام صرف مسلمانوں کی نجی زندگی کا راہنما نہیں، بلکہ ان کی اجتماعی حیات کے سیاسی، معاشی اور معاشرتی پہلو کو بھی اسلامی قوانین اور تعلیمات کے مطابق استوار کرنے کا تقاضا کرتا ہے۔

چھٹی تقریر:...... ۲۵/ جنوری ۱۹۴۸ء کو کراچی بار ایسوسی ایشن سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اسلامی اصول آج بھی ہماری زندگی کے لئے اس طرح قابل عمل ہیں جس طرح ۱۳۰۰ سو سال پہلے قابل عمل تھے۔ میں نہیں سمجھ سکا لوگوں کا ایک گروہ جان بوجھ کر یہ بات پھیلانا چاہتا ہے کہ پاکستان کا آئین شریعت کی بنیاد پر مدون نہیں کیا جائے گا۔ میں ایسے لوگوں کو جو بدقسمتی سے گمراہ ہوچکے ہیں۔ یہ صاف صاف بتادینا چاہتا ہوں کہ صرف مسلمانوں کو بلکہ یہاں غیر مسلموں کو بھی کوئی خوف نہیں ہونا چاہئے۔ ہر شخص سے انصاف، رواداری اور مساوی برتاؤ اسلام کا بنیادی اصول ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی انتہائی سادہ تھی۔ آپ ﷺ نے جس چیز میں ہاتھ ڈالا۔ کامیابی نے آپ ﷺ کے قدم چومے۔ تجارت سے لے کر حکمرانی تک کے ہر شعبہ میں آپ ﷺ کامیاب رہے۔ رسالت مآب ﷺ پوری دنیا کی عظیم ہستی تھے۔ ۱۳۰۰ سال پہلے ہی اسلامی جمہوریت کی بنیاد رکھ دی تھی۔

۱۴/ فروری ۱۹۴۸ء کو شاہی دربار سبی (بلوچستان) میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ میرا ایمان ہے کہ ہماری نجات اسوۂ حسنہ پر چلنے میں ہے جو پیغمبر اسلام ﷺ نے ہمارے لئے بنایا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی جمہوریت کی بنیادیں صحیح معنوں میں اسلامی اصولوں اور اسلامی تصورات پر رکھیں۔

ساتویں تقریر:...... ۲۱ فروری ۱۹۴۸ء میں انہوں نے اسلامی جمہوریت، اسلامی معاشرتی عدل و انصاف کے عنوان پر خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اب آپ کو اپنے وطن کی سرزمین میں اسلامی جمہوریت، اسلامی معاشرتی عدل و انصاف اور مساوات انسانی کے اصول پر پاسبانی کرنی ہے۔ آپ کو ان کے لئے تیار رہنا چاہئے۔

آٹھویں تقریر:...... بانی پاکستان نے پاکستان بننے کے بعد فرمایا: یہ ملک احکم الحاکمین کی طرف سے بطور انعام عطا ہوا۔ کسی قوم پر اس سے بڑھ کر خدا کا

انعام کیا ہوسکتا ہے؟ یہی وہ خلافت ہے جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا کہ اگر تیری امت نے صراط مستقیم کو اپنے لئے منتخب کیا تو ہم اس کو زمین کی بادشاہت دیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے اس انعام عظیم کی حفاظت پاکستان کے ہر مردوزن، بچے، بوڑھے اور نوجوان پر فرض ہے۔

نویں تقریر:......۲۱ر مارچ ۱۹۴۸ء کو قائداعظم نے فرمایا: میری آرزو ہے کہ پاکستان صحیح معنوں میں ایک ایسی مملکت بن جائے۔ جہاں ایک بار پھر دنیا کے سامنے فاروق اعظمؓ کے سنہری دور کی تصویر عملی طور پر کھنچ جائے۔ خدا میری اس آرزو کو پورا کرے۔

دسویں تقریر:......۲۱ر مارچ ۱۹۴۸ء کو قائداعظم نے واضح طور پر فرمایا: پاکستان کسی ایک طبقے کی لوٹ کھسوٹ اور اجارہ داری کے لئے نہیں بنا۔ پاکستان میں رہنے والے ہر شخص کو ترقی کے برابر مواقع ملیں گے۔ پاکستان امیروں، جاگیرداروں اور نوجوانوں کی لوٹ کھسوٹ کے لئے نہیں بنایا گیا۔ پاکستان غریبوں کی قربانیوں سے بنا ہے۔ پاکستان غریبوں کا ملک ہے۔ اس پر غریبوں کو حکومت کا حق ہے۔ پاکستان میں رہنے والے ہر شخص کا معیار زندگی اتنا بلند کیا جائے کہ غریبوں اور امیروں میں تفاوت باقی نہ رہے۔ پاکستان کا اقتصادی نظام اس کے غیر فانی اصولوں پر ترتیب دیا جائے گا۔ ان اصولوں پر جنہوں نے غلاموں کو تاج و تخت کا مالک بنادیا۔ انہوں نے تخت لب ولہجہ میں فرمایا کہ میں ضروری سمجھتا ہوں کہ زمینداروں اور سرمایہ داروں کو متنبہ کردوں کہ اس طبقہ کی خوشحالی کی قیمت غریبوں نے ادا کی ہے۔ ان کی خوشی کا سہرا جس نظام کے سر ہے۔ وہ انتہائی ظالمانہ شرانگیز ہے۔ اس نے اپنے پروردہ عناصر کو اس حد تک خودغرض بنادیا ہے کہ انہیں دلیل سے قائل نہیں کیا جاسکتا۔ اپنی مقصد برآوری کے پروردہ عناصر کو اس قدر خودغرض بنادیا ہے کہ عوام کا استحصال کرنے کی خوئے بد ان کے خون میں رچ گئی ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام مغرب کی تباہی کا سبب بن رہا ہے۔ قائداعظم نے اقتصادی ماہرین کو اس نظام کو اختیار کرنے سے روکا اور اسلامی معاشی نظام اپنانے کی تلقین کی۔

گیارھویں تقریر:...... ۱۵ر جولائی ۱۹۴۸ء کو اسٹیٹ بینک پاکستان کے افتتاح کے موقع پر فرمایا کہ میں اشتیاق اور دلچسپی سے معلوم کرتا رہوں گا کہ آپ کی مجلس تحقیق بینکاری کے طریقے کیونکر وضع کرتی ہے۔ جو معاشرتی، اقتصادی زندگی کے اسلامی تصورات کے مطابق ہو۔ مغرب کے معاشی نظام نے انسانیت کے لئے لاینحل مسائل پیدا کردیئے۔ اکثر لوگوں کی رائے ہے مغرب کو اس تباہی سے کوئی معجزہ ہی بچا سکتا ہے جو مغرب کی وجہ سے دنیا کے سر پر منڈلا رہی ہے۔ ہمیں دنیا کے سامنے ایک مثالی، معاشی نظام قائم کرنا ہے۔ جو انسانی مساوات اور معاشرتی انصاف کے سچے اسلامی تصورات پر قائم ہو۔

بارھویں تقریر:...... ۲۸ر اگست ۱۹۴۸ء قیام پاکستان کے اگلے سال عید کے موقع پر آپ نے عالم اسلام کو عید کا پیغام ان الفاظ میں دیا: تمام اسلامی حکومتوں کو عید مبارک ہو۔ میرا عید کا پیغام سوائے دوستی اور بھائی چارگی کے کیا ہوسکتا ہے؟ ہم سب یکساں طور پر ایک کٹھن دور سے گزر رہے ہیں۔ سیاسی آزادی کا ڈرامہ جو فلسطین، انڈونیشیا اور کشمیر میں کھیلا جارہا ہے وہ ہماری آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہے۔ ہم اپنے اسلامی اتحاد کے ذریعے دنیا کے مشورہ خانوں میں اپنی آواز کی قوت محسوس کرسکتے ہیں۔

پاکستان کی پہلی سالگرہ:

۱۴ر اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان کی پہلی سالگرہ کے موقع پر فرمایا کہ: یاد رکھئے کہ پاکستان کا قیام ایک ایسا واقعہ ہے جس کی تاریخ میں کوئی مثال نہیں۔ یہ دنیا کی سب سے بڑی اسلامی سلطنت ہے۔ اگر ہم دیانت داری سے، تن دہی سے اور بے غرضی کے ساتھ کام کریں تو یہ سال بہ سال شاندار ترقی کرتی رہے گی۔ مجھے عوام پر کامل بھروسہ اور یقین ہے کہ ہر موقع پر وہ اسلام کی تاریخ، شان وشوکت اور روایات کے مطابق عمل پیرا ہوں گے۔

قائداعظم کے ایک معتمد ساتھی نواب بہادر یار جنگ کا ایمان افروز خطاب:

دسمبر ۱۹۴۳ء قائداعظم کی موجودگی میں آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس منعقدہ کراچی میں کیا۔ اس خطاب میں پاکستان کے اساسی نظریہ، پاکستان کے نظام تعلیم، اقتصادیات اور آئین و دستور کا قرآن وسنت کے تابع ہونے کا واشگاف، واضح الفاظ میں ذکر کیا گیا۔ یہ بات واضح، صاف لفظوں میں ظاہر کی گئی کہ مکروفریب کی سیاست کا سیکولر سیاست کے بانیان کا دور کا بھی واسطہ نہ تھا۔ یہ خطاب ایک طرف سیکولر سازشی گروہ کے روزافزوں پروپیگنڈے کا مؤثر جواب ہے تو دوسری طرف مسلم لیگی حکومت کو نفاذ اسلام کی بنیادی یاددہانی کراتا ہے جس کے لئے یہ ملک حاصل کیا گیا۔ نیز اس خطاب سے یہ بات بھی واضح ہوجاتی ہے کہ پاک سرزمین کو سیکولرزم اور مکروفریب کی آلائشوں سے نپٹنے کی ضرورت ہے جس کا واحد راستہ کتاب کی پیروی اور سنت کا اتباع ہے۔

"برادران اسلام! ملک کی مسلم لیگ کا اجلاس ہوچکا ہے۔ حسب روایت قدیم میں آپ کو مخاطب کرنے کھڑا ہوں۔ اس اجلاس کو مسلم لیگ کی زندگی کا نیا باب تصور کرتا ہوں۔ اس کی منظور کردہ قراردادیں چھ میں سے تین میرے نزدیک زیادہ اہمیت رکھتی ہیں:
۱......کونسل آف کمیشن کی قرارداد۔ ۲...... پنج سالہ پروگرام بنانے والی کمیٹی کی قرارداد۔ ۳...... الیکشن کے مطالبہ کی قرارداد"

حضرات! پاکستان حاصل کرنا اتنا مشکل نہیں تھا۔ پاکستان کو پاکستان بنا کر قائم رکھنا مشکل ہے۔ آپ کے قائد نے ایک سے زیادہ مرتبہ اعادہ فرمایا ہے کہ مسلمان اپنی حکومتوں میں کسی دستور، قانون کو خود مرتب کرنے کا حق نہیں رکھتے۔ دستور مرتب متعین ان کے ہاتھ میں موجود ہے۔ وہ قرآن پاک ہے۔ کتنی صحیح نظر، کتنے صحیح فیصلے ہیں۔ اس حقیقت سے کون انکار کرسکتا ہے کہ پاکستان اس لئے نہیں چاہتے کہ مسلمانوں کے لئے ایک ایسی جگہ حاصل کریں جہاں شیطان کا آلہ کار بن کر اس پٹی پر عمل کریں جس پر آج ساری دنیا کار بند ہے۔ ہمارے پاکستان کا اگر یہی مقصد ہے تو کم از کم میں ایسے پاکستان کا حامی نہیں ہوں۔ اس امر کا انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ہم پاکستان اس لئے چاہتے ہیں کہ یہاں قرآنی نظام حکومت ہو۔ یہ ایک انقلاب ہوگا۔ یہ ایک نشاۃ ثانیہ ہوگی۔ یہ حیات نو ہوگی۔ اس میں خوابیدہ تصورات اسلامی جاگیں گے۔ حیات اسلامی ایک مرتبہ پھر کروٹ لے گی۔ پلاننگ کمیٹی آپ کے لئے جو دستوری سیاسی نظام مرتب کرے گی۔ اس کی بنیاد اگر کتاب وسنت پر نہیں تو وہ شیطانی سیاست ہے۔ ہم ایسی سیاست سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔

برادران عزیز! اس پلاننگ کمیٹی کا مقصد ہے کہ مسلمانان ہند کو عموماً اور مسلمانان پاکستان کو خصوصاً پاکستان میں رہنے کے قابل بنائے اور پاکستان کے لئے اسلامی نقطۂ نظر سے معاشرتی، تعلیمی، معاشی، سیاسی نظام عمل مرتب کرے۔ دنیا جانتی ہے کہ دنیا کا کوئی عمل انقلاب عملی صورت اختیار نہیں کرسکتا جب تک پہلے ذہنی حیثیت سے مکمل نہ ہو جائے۔ تاریخ عالم گواہی دیتی ہے کہ ہر انقلاب کو عملی صورت اختیار کرنے سے پہلے ذہنی انقلاب سے گزرنا ہوتا ہے۔ تاریخ انقلاب میں صرف محمدی انقلاب ایک ایسا انقلاب تھا جس نے ۳۰ برس کی قلیل مدت میں دونوں منزلوں کو طے کرلیا۔

ذہنی انقلاب کے پیدا کرنے کی ایک صورت تو اجتماعات ہیں اور محفلیں ہیں۔ لیکن انقلاب کو وجود میں لانے کا مستقل اور بنیادی ذریعہ صحیح اور مؤثر تعلیمی نظام کی ترویج ہے۔ ہندوستان کی سب سے بڑی بدبختی یہی تھی کہ یہاں کا تعلیمی نظام اس قوم نے مرتب کیا جو نہ صرف ہندوستان کی سرزمین پر قابض ہونا چاہتی تھی۔ بلکہ اس کے معاشی ذرائع پر بھی قابض ہونا چاہتی تھی۔ بلکہ اس کے آس پاس کے ذہن وفکر پر بھی اپنا قبضہ جمانا چاہتی تھی۔ اس مقصد کے لئے اس نے ہماری تاریخ کو اس انداز میں ہمارے سامنے پیش کیا جس نے ہم میں خود فراموشی کو بڑھایا اور خود اعتمادی کو گھٹایا۔ جس نے ہماری مشرقی خصوصیات کو فنا کردیا اور ہمیں مغربی غلامی کی زنجیروں میں جکڑ دیا۔ (جاری ہے)

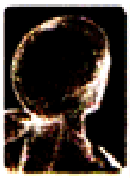

32 اجزاء سے تیار کردہ
فیصل
معجون قوت دماغ زعفرانی
دماغ، اعصاب، ذہن اور حافظہ کیلئے آزمودہ نسخہ

- ذہنی دباؤ، تھکاوٹ، بے خوابی، نسیان اور اعصابی کمزوری کا اکسیر علاج
- چہرے کی شادابی، حافظہ کی کمزوری، نظر کی بہتری کیلئے بہترین ٹانک
- نظام ہضم کی درستگی، شوگر اور بلڈ پریشر کے مریضوں کیلئے انمول تحفہ
- ہر موسم اور ہر عمر کی خواتین وحضرات میں یکساں مفید
- معدہ وجگر کی کمزوری اور گرمی کا بہترین علاج
- مسلسل استعمال بھرپور جوانی کی ضمانت

قیمت -/1200 روپے وزن 600 گرام
قیمت -/650 روپے وزن 300 گرام

اجزائے معجون
زعفران — شہد

پاکستان بھر میں بذریعہ ڈاک فری
ہوم ڈلیوری
0314-3085577

قیمت 1200 روپے 2 لیٹر
فیصل
عرق نایاب
موٹاپا، گیس، بدہضمی اور بڑھے ہوئے پیٹ کا مکمل علاج
فیصل عرق نایاب 100% قدرتی جڑی بوٹیوں سے تیار کردہ
فیصل عرق نایاب

پاکستان بھر کے تمام بڑے شہروں میں فری
ہوم ڈلیوری
0314-3085577

Faisal Foods
فیصل FOODS ستارہ پلازہ ڈی گراؤنڈ سپلیز کالونی فیصل آباد

عصرِ حاضر کی

گیارہ عظیم عالمی شخصیات!

آخری قسط

مولانا مفتی سید محمد زین العابدین

۸: شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان کا وفاق المدارس سے لازوال تعلق:

شیخ الحدیث صاحب کی تعلیمی خدمات کو سراہتے ہوئے ۱۹۸۰ء میں آپ کو وفاق المدارس العربیہ پاکستان کا ناظم اعلیٰ مقرر کیا گیا۔ آپ نے وفاق کی افادیت اور مدارس عربیہ کی تنظیم وترقی اور معیارِ تعلیم کی بلندی کے لئے جو خدمات سرانجام دی ہیں وہ وفاق کی تاریخ میں ایک قابل ذکر روشن باب کی حیثیت رکھتی ہیں۔ آپ نے وفاق المدارس العربیہ کے لئے جو گراں قدر خدمات انجام دیں وہ درج ذیل ہیں:

۱:... آپ نے وفاق کے طریقہ امتحانات کو بہتر شکل دی، بہت سی بے قاعدگیاں پہلے ان امتحانات میں ہوا کرتی تھیں انہیں ختم کیا۔

۲:... پہلے وفاق میں صرف ایک امتحان دورہ حدیث کا ہوا کرتا تھا۔ آپ نے وفاق میں دورہ حدیث کے علاوہ سادسہ (عالیہ)، رابعہ (ثانویہ خاصہ)، ثانیہ (ثانویہ عامہ)، متوسطہ، دراسات دینیہ اور درجات تحفیظ القرآن الکریم کے امتحانات کو لازمی قرار دیا۔

۳:... نئے درجات کے امتحانات کے علاوہ آپ نے ان تمام مذکورہ درجات کے لئے نئی دیدہ زیب عالمی معیار کی سندیں جاری کروائیں۔

۴:... وزارت تعلیم اسلام آباد سے طویل مذاکرات کئے جن کے نتیجے میں بغیر کسی مزید امتحان میں شرکت کئے وفاق کی اسناد کو بالترتیب ایم اے، بی اے، انٹر، میٹرک، مڈل اور پرائمری کے مساوی قرار دیا گیا۔

۵:... فضلائے قدیم جو وفاق کی اسناد کے معادلے کے نتیجے میں حاصل ہونے والے فوائد سے محروم تھے ان کے لئے خصوصی امتحانات کا اہتمام کرایا تاکہ انہیں بھی وفاق کی سندیں فراہم کی جاسکیں۔

۶:... وفاق سے ملحق مدارس میں پہلے سے موجود قلیل تعداد کو جو چند سو پر مشتمل تھی اور جس میں ملک کے بہت سے قابل ذکر مدارس شامل نہیں تھے اپنی صلاحیتوں سے قابل تعریف تعداد تک پہنچایا۔ اب یہ تعداد پندرہ ہزار مدارس وجامعات پر مشتمل ہے۔ جس کی بنا پر اب وفاق المدارس العربیہ کو ملک کی واحد نمائندہ تنظیم قرار دیا گیا ہے۔

۷:... مدارس عربیہ میں موجود نظام کو بہتر کرنے کے لئے آپ نے نصاب درس اصلاحی کی مہم شروع کی چنانچہ اب پورے پاکستان میں یکساں نصاب پورے اہتمام سے پڑھایا جارہا ہے۔ جبکہ پہلے صورت حال یہ تھی کہ تقریباً ہر مدرسہ کا اپنا الگ الگ نصاب ہوا کرتا تھا۔

۸:... وفاق کے مالیاتی نظام کو بھی آپ نے بہتر کیا جب کہ پہلے کوئی مدرسہ اپنی فیس یا دیگر واجبات ادا کرنے کا کوئی اہتمام نہیں کرتا تھا۔ اب آپ کی مسلسل توجہ کے نتیجے میں وفاق ایک مستحکم ادارہ بن چکا ہے۔

۹:... آپ نے وفاق کے مرکزی دفاتر کی طرف بھی توجہ فرمائی اور اس کے لئے بہتر مستقل عمارت کا انتظام کرایا جب کہ اس معاملے میں پہلے عارضی بندوبست کیا جاتا تھا۔

۱۰:... آپ کی انہی گراں قدر خدمات کو سامنے رکھتے ہوئے آپ کو ۱۹۸۹ء میں وفاق کا صدر منتخب کرلیا گیا، جب سے لے کر آج تک آپ بحیثیت "صدر" وفاق کی خدمات انجام دینے میں مصروف ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ حضرت شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان صاحب کے بے پایاں فیوض کو صحت وسلامتی کے ساتھ ہمارے لئے اور سارے عالم کے لئے قائم ودائم رکھیں۔ آمین۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت کو تدریسی میدان میں جو کمال عطا فرمایا ہے وہ قدرت کی عنایات کا حصہ ہے آپ کی تدریسی تاریخ تقریباً نصف صدی پر محیط ہے، بے شمار لوگ آپ کے چشمہ فیض سے سیراب ہوئے ہیں، قدرت نے آپ کو فصاحت وبلاغت کا وافر حصہ عطا فرمایا ہے، مشکل بحث کو مختصر اور واضح پیرائے میں بیان کرنا آپ ہی کی خصوصیت ہے۔

گزشتہ کئی سالوں سے آپ کے تقریری ودرسی ذخیرے کو مرتب کرنے کا سلسلہ جاری ہے اور آپ کے صحیح البخاری کے دروس کشف الباری اور مشکوٰۃ المصابیح کے لئے آپ کی تقاریر نفحات التنقیح کے نام سے شائع ہوکر علماء وطلبا میں مقبولیت حاصل کرچکی ہیں، اب تک کشف الباری کی ۱۲ جلدیں اور نفحات التنقیح کی تین جلدیں منصۂ شہود پر آچکی ہیں جبکہ بقیہ جلدوں پر کام جاری ہے۔ واضح رہے کہ آپ کو بیعت وارشاد کی اجازت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے خلیفہ مجاز مولانا فقیر محمد پشاوریؒ سے حاصل ہے۔

۹:... مولانا سید ارشد مدنی (صدر جمعیت علماء ہند)

۱۹۴۰ء کے لگ بھگ آپ کی پیدائش شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے گھر واقع دیوبند

میں ہوئی۔ آپ نے قریباً ۱۹۶۰ء میں دارالعلوم دیوبند سے سند فراغت حاصل کی، اور وہیں مدرس ہوئے، اس وقت آپ دارالعلوم کے استاذ حدیث کے مرتبہ پر فائز ہیں، اس کے علاوہ آپ جمعیت علمائے ہند کے پلیٹ فارم سے بھارت کے معروف سیاسی لیڈر بھی ہیں۔ بھارت کے مسلمانوں کے لئے ایک بڑی ڈھارس ہیں، پاکستانی مسلمانوں کی نظروں میں احترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں، رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کے تاحیات رکن بھی نامزد کئے گئے ہیں، ہماری رائے میں شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ جیسی شخصیت کے (اس وقت) سب سے بڑے صاحبزادے ہونے کی بنا پر آپ بااثر شخصیت ہیں۔

۱۰:... مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

(ناظم دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ):

مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی یکم اکتوبر ۱۹۲۹ء کو رائے بریلی میں جناب سید رشید احمد حسنی اور محترمہ امۃ العزیز کے گھر پیدا ہوئے۔ محترمہ امۃ العزیز، مولانا سید ابوالحسن علی میاں حسنی ندویؒ کی بہن تھیں۔ آپ نے ندوۃ العلماء اور دارالعلوم دیوبند میں تعلیم حاصل کی اور ۱۹۴۸ء کو فارغ التحصیل ہوئے۔ فراغت کے بعد مسلسل نصف صدی تک اپنے ماموں مولانا سید ابوالحسن علی میاں حسنی ندویؒ کے ساتھ دینی و دعوتی عمل میں مصروف رہے اور ان سے مستفید ہوتے رہے، یہی وجہ ہے کہ جب ۱۹۹۹ء کے آخر میں ان کی وفات ہوئی تو آپ ان کے جانشین بنائے گئے اور دارالعلوم ندوۃ العلماء کے ناظم منتخب ہوئے اور یہاں یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ ہمارے پاکستانی دینی اداروں میں سب سے بڑا عہدہ ''مہتمم'' کا تصور کیا جاتا ہے، جب کہ بھارت میں دارالعلوم دیوبند کے علاوہ اکثر دینی اداروں میں ''ناظم'' کا عہدہ سب سے بڑا عہدہ ہوتا ہے، جب کہ مہتمم اس کے ماتحت ہوتا ہے۔ بہرحال مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی اس وقت بھارت کے تیسرے بڑے دینی ادارے ''دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ'' کے ناظم ہونے کے ساتھ ساتھ ''آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ'' (جو کہ دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث اور مودودی مکاتب فکر کا مشترکہ دینی بورڈ ہے) کے صدر بھی ہیں، جب کہ مولانا علی میاں ندویؒ کے خاندان کے سرپرست بھی ہیں، اس اعتبار سے وہ بھارت کے ایک نامور عالم اور بااثر شخصیت ہیں۔

۱۱:... مبلغ اسلام مولانا طارق جمیل

(مرکزی رہنما، عالمی تبلیغی جماعت):

مولانا طارق جمیل صاحب مدظلہ ایک مشہور مبلغ اور عالم دین ہیں، ان کے بیانات نے لاکھوں لوگوں کے دل بدل دیئے، وہ دنیا بھر میں پاکستان کی پہچان ہیں، ان کی محنت سے اب تک بہت سے گلوکار، اداکار اور کھلاڑی راہ راست پر آچکے ہیں۔ آپ کا بیان اپنے اندر بے پناہ تاثیر رکھتا ہے۔ آپ نے تبلیغی جماعت کے ساتھ اسفار میں کئی براعظموں کا سفر کیا ہے، پوری دنیا میں اسلام کے فرزندوں کے دلوں کی دھڑکن ہیں۔

مولانا ۱۲ ربیع الاول ۱۳۷۲ھ مطابق ۲۳ جون ۱۹۵۳ء کو میاں چنوں کے قصبہ تلمبہ کے قریبی گاؤں رئیس آباد کے ایک متمول زمیندار گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد محترم میاں اللہ بخش سہو مرحوم اپنے علاقے کے معزز و خیّر آدمی تھے۔ شروع سے میاں اللہ بخش سہو صاحب کا رجحان دین کی طرف تھا۔ بزرگوں سے تعلق اور ان کی خدمت کو سعادت سمجھتے تھے۔

آپ نے ابتدائی تعلیم لاہور کے ایک ماڈل اسکول اور گورنمنٹ کالج لاہور میں ایف ایس سی پری میڈیکل کی تعلیم حاصل کی اور پھر ایم بی بی ایس کے لئے میڈیکل کالج میں داخلہ لیا۔ دوران تعلیم تبلیغی جماعت سے متاثر ہوئے اور سہ روزہ سے ہوتے ہوئے چار ماہ تک کا وقت لگایا۔ پھر مذہبی تعلیم کے حصول کا شوق لئے جامعہ رشیدیہ ساہیوال میں داخل ہوئے، کچھ عرصہ پڑھنے کے بعد مدرسہ عربیہ رائے ونڈ میں داخلہ لیا اور پھر (اس وقت تک رائے ونڈ میں دورہ حدیث شروع نہیں ہوا تھا) دورہ حدیث کے لئے دوبارہ جامعہ رشیدیہ ساہیوال تشریف لے گئے۔ وہیں سے فاتحہ فراغ پڑھا۔ اساتذہ میں مولانا عبداللہ رائے پوریؒ، مولانا طاہر شاہؒ، مولانا محمد جمشید علی خانؒ، مولانا نذر الرحمٰن، مولانا محمد احسان الحق اور مولانا عبدالرحمٰن وغیرہ حضرات شامل ہیں۔

آپ نے پہلی بیعت مولانا عبیداللہ انورؒ سے کی پھر مولانا محمد انعام الحسن کاندھلویؒ سے بیعت ہوئے۔ حضرت سید نفیس شاہ الحسینیؒ، مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ اور مفتی ڈاکٹر نظام الدین شامزئی شہیدؒ سے اعزازی خلافت نصیب ہوئی۔

فراغت کے بعد آپ نے تبلیغ میں ایک سال لگایا اور اس کے بعد بے شمار تبلیغی اسفار ہوئے، بعد ازاں آپ کو خواص میں تبلیغ کے لئے وقف کردیا گیا۔ ماشاء اللہ! مولانا کو بولنے کا بڑا ملکہ اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اور ان کی بات میں اثر بھی ہے، آپ کے بیانات سے نجانے کتنے لوگوں کی زندگیاں تبدیل ہوئیں، اس میں ملک و بیرون ملک کی معروف شخصیات شامل ہیں۔

آپ نے ۱۹۸۶ء میں تلمبہ میں ایک دینی مدرسہ بنام ''مدرسۃ الحسنین'' کی بنیاد رکھی پھر ۱۹۸۹ء میں اس میں درجہ کتب کا آغاز ہوا۔ آج وہ مدرسہ ملک کے معیاری مدارس کی صف میں آتا ہے۔ موجودہ وقت میں وہ مہینہ میں پندرہ دن رائے ونڈ مرکز میں اور دوسرے پندرہ دن تلمبہ کے مدرسۃ الحسنین میں ہوتے ہیں اور ساتھ ساتھ ان کے تبلیغی اسفار بھی خوب ہوتے ہیں۔

بہرحال مولانا طارق جمیل صاحب ایک جید عالم، کامیاب مبلغ اور زبردست واعظ ہیں اور انہی صفات کی بنا پر وہ ایک بااثر شخصیت ہیں۔ حق تعالیٰ تا دیر سلامت باکرامت رکھے۔ آمین ثم آمین۔ ☆☆☆

قادیانی نظریات

ملا علی قاریؒ کی عدالت میں

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

ملاحدہ کی تکنیک:

حق تعالیٰ حافظ سیوطیؒ کو جزائے خیر عطا فرمائے انہوں نے کیسی عمدہ بات لکھی ہے:

”اور ارباب بدعت کا مقصد صرف اور صرف آیات میں تحریف کرنا اور انہیں کاٹ چھانٹ کر اپنے مذہب فاسد پر چسپاں کرنا ہے، انہیں کہیں دور سے گری پڑی چیز نظر آجائے اسے فوراً اچک لیں گے، یا کسی جگہ انہیں ادنیٰ گنجائش نظر آئے دوڑ کر اس کی طرف لپکیں گے، رہا ملحد! تو اس کے کفر والحاد کا کیا پوچھنا؟ وہ اللہ کی آیات میں کجروی اختیار کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ پر ایسی بات کا افترا کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے کبھی نہیں فرمائی۔ (چند مثالیں ذکر کرکے آگے لکھتے ہیں) اس قسم کی تحریفات ہی مہمل ہیں، اس حدیث کی جو ابویعلیٰ وغیرہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: میری امت میں کچھ لوگ اس طرح قرآن پڑھیں گے کہ اسے ردی کھجوروں کی طرح جھاڑیں گے (یعنی بلاتدبر ردی سمجھ کر پڑھیں گے) اس کی بے محل تاویلیں کریں گے۔“

(الاتقان ج:۲ ص:۱۹)

ہمیشہ سے ملاحدہ کی یہی تکنیک رہی ہے اور یہی طریقہ قادیانی فرقہ نے اختیار کیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی ”بروزی نبوت“ کے لئے جہاں قرآن و حدیث میں کھلی تحریف کی گئی وہاں چند اکابر کی عبارتوں کو بھی مسخ کیا گیا۔ اور پھر ان تحریفات کا اس شدت سے پروپیگنڈا کیا گیا کہ کم فہم لوگوں کو یہ غلط فہمی ہونے لگی کہ شاید یہی اسلامی عقیدہ ہے۔ قادیانی صاحبان، سلطان العلماء شیخ علی القاری رحمہ اللہ (المتوفی:۱۰۱۴ھ) کا نام بھی اپنے نظریات کی ترویج کے لئے استعمال کیا کرتے ہیں، اس لئے ذیل میں شیخ رحمہ اللہ کی چند تصریحات نقل کی جاتی ہیں، امید ہے قادیانی صاحبان بنظر انصاف ملاحظہ فرما کر اپنے عقائد کی اصلاح فرمائیں گے۔

عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں:

امت اسلامیہ کا اجماعی عقیدہ ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں، شیخ علی قاریؒ شرح فقہ اکبر میں ”شرح مقاصد“ سے نقل کرتے ہیں:

”بڑے بڑے علما اس طرف گئے ہیں کہ چار نبی زندہ ہیں: خضر اور الیاس زمین میں، اور عیسیٰ اور ادریس آسمان میں (علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیمات)۔“

(شرح فقہ اکبر ص:۳ مطبوعہ سعیدی کراچی)

واضح رہے کہ ان چار حضرات میں سے تین کے بارے میں علما کی آرا مختلف ہیں، لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ ہونے میں اہل حق میں سے کسی کا اختلاف نہیں، مرزا غلام احمد قادیانی (بزعم خود ملہم اور مامور من اللہ ہونے کے باوجود) یہی عقیدہ رکھتا تھا۔ ”مسیح موعود“ کا ”الہام“ پانے کے بعد بھی بارہ برس تک ان کا یہی عقیدہ رہا، (اعجاز احمدی)۔ انہیں یہ بھی اعتراف ہے کہ آباؤ اجداد ہمیشہ سے اسی عقیدے کے معتقد چلے آتے تھے، (ایام الصلح فارسی ص:۳۹)۔ اور یہ کہ ظاہر قرآن اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار مرویہ سے یہی عقیدہ ثابت ہے، (ازالہ اوہام)۔ ان کے فرزند اکبر مرزا محمود احمد بھی اعتراف کرتے ہیں کہ:

”پچھلی صدیوں میں سب دنیا کے مسلمانوں میں مسیح (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کے زندہ ہونے پر ایمان رکھا جاتا تھا، اور بڑے بڑے بزرگ اسی عقیدہ پر فوت ہوئے، اور نہیں کہہ سکتے کہ وہ مشرک فوت ہوئے، گو اس میں شک نہیں کہ یہ عقیدہ مشرکانہ ہے، حتیٰ کہ حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) باوجود مسیح کا خطاب پانے کے بعد دس سال تک یہی خیال کرتے رہے کہ مسیح آسمان پر زندہ ہے۔“

”حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کے دعوے سے پہلے جس قدر اولیاً صلحاً گزرے ہیں، ان میں ایک بڑا گروہ عام عقیدے کے ماتحت حضرت مسیح (علیہ السلام) کو زندہ خیال کرتا تھا لیکن وہ مشرک اور قابل مواخذہ نہ تھا، مگر جب حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) نے قرآن کریم سے وفات مسیح ثابت کردی اور حیات مسیح کے عقیدہ کو مشرکانہ ثابت کردیا تو اب جو شخص حیات مسیح کا قائل ہو وہ مشرک اور قابل مواخذہ ہے۔“ (حقیقۃ النبوۃ ص:۱۴۲)

انصاف فرمائیے کہ جو عقیدہ ظاہر قرآن اور احادیث متواترہ سے ثابت ہو، گزشتہ صدیوں کے تمام مسلمان اور اکابر علماً صلحاً اور مجددین امت میں متواتر چلا آیا ہو، اسے مشرکانہ عقیدہ کہنا، اسلام کی تکذیب نہیں؟ قرآن کریم کی وہ تیس آیات، جن سے بزعم خود مرزا غلام احمد قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ

السلام کی وفات ثابت کی ہے، کیا وہ تیرہ چودہ صدیوں کے ائمہ دین اور مجددین امت کے سامنے نہیں تھیں؟ مرزا صاحب کو اپنی مسیحیت کے لئے راہ ہموار کرنا تھی، چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ موجود ہونا ان کے دعویٰ کے لئے سنگ راہ تھا، اس لئے انہوں نے اپنی ساری زندگی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مارنے کے لئے صرف کر ڈالی اور تاویلات و تحریفات کا طوفان برپا کردیا۔ حالانکہ اگر بالفرض عیسیٰ علیہ السلام زندہ نہ ہوتے تب بھی کیا مرزا غلام احمد بن غلام مرتضیٰ، عیسیٰ بن مریم بن جاتے؟ ہرگز نہیں! بقول شیخ شیرازیؒ:

کس نیاید بزیر سایہ بوم
در شود ہما از جہاں معدوم

کاش انہیں کوئی مشورہ دیتا:

بصاحب نظرے بنما گوہر خود را
عیسیٰ نتواں گشت بتصدیق خرے چند

عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے:

قادیانی صاحبان، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر جانے اور وہاں سے نازل ہونے کے منکر ہیں، لیکن امام اعظمؒ "فقہ اکبر" میں فرماتے ہیں:

"دجال اور یاجوج و ماجوج کا نکلنا، آفتاب کا مغرب کی جانب سے طلوع ہونا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا اور دیگر علامات قیامت جو احادیث صحیحہ میں وارد ہیں سب حق ہیں، ضرور ہو کر رہیں گی اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے صراط مستقیم کی ہدایت دیتا ہے (اللہ تعالیٰ قادیانیوں کو بھی اپنے فضل سے ہدایت نصیب کرے)۔"

شیخ علی قاریؒ اس کی شرح میں قرآن کریم سے اس کا ثبوت دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"اور بے شک وہ یعنی عیسیٰ علیہ السلام البتہ قیامت کا نشان ہے یعنی علامت قیامت ہیں۔"

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ترجمہ:...."اور نہیں اہل کتاب میں سے کوئی شخص مگر البتہ ایمان لائے گا اس پر اس کی موت سے پہلے۔"

یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے، قرب قیامت میں ان کے نازل ہونے کے بعد، پس اس وقت تمام مذاہب مٹ جائیں گے اور وہ دین حنیفی اسلام ہے۔" (شرح فقہ اکبر ص:۱۳۳)

شیخ علی قاریؒ نے جن دو آیتوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے ثبوت میں پیش کیا ہے، ان کی یہ تفسیر صحابہؓ و تابعینؒ اور ائمہ مجددینؒ سے منقول ہے، مگر مرزا صاحب اس کو تحریف اور الحاد بتاتے ہیں، اور ان تمام اکابر کو یہودی، ملحد اور مشرک قرار دیتے ہیں۔

علامات قیامت کی ترتیب:

اسی ذیل میں قرب قیامت کے اہم واقعات کی ترتیب بیان کرتے ہوئے شیخ علی قاریؒ فرماتے ہیں:

"(فقہ اکبر کے) ایک نسخہ میں طلوع آفتاب کا ذکر پہلے ہے، بہر حال واؤ مطلق جمع کے لئے ہے، ورنہ واقعات کی ترتیب یوں ہے کہ: حضرت مہدی (رضی اللہ عنہ) اولاً حرمین شریفین میں ظاہر ہوں گے، پھر بیت المقدس جائیں گے، پھر دجال وہاں پہنچ کر حضرت مہدی (کے لشکر) کا اسی حالت میں محاصرہ کرے گا، پس عیسیٰ علیہ السلام دمشق شام کے شرقی منارہ سے نزول فرمائیں گے، اور دجال سے مقابلہ کے لئے نکلیں گے، پس ایک ہی ضرب سے اس کو قتل کردیں گے، ورنہ عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہوتے ہی دجال اس طرح پگھلنے لگے گا جس طرح نمک پانی میں پگھل جاتا ہے، عیسیٰ علیہ السلام حضرت مہدی علیہ الرضوان کے ساتھ جمع ہوں گے، اس وقت نماز کی اقامت ہو چکی ہوگی، حضرت مہدی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے امامت کی درخواست کریں گے، مگر وہ یہ کہہ کر عذر کردیں گے کہ اس نماز کی اقامت آپ ہی کے لئے ہوئی ہے، اس لئے اس موقع پر امامت کے آپ زیادہ مستحق ہیں، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت مہدیؓ کی اقتدا کریں گے تاکہ ظاہر ہو جائے کہ وہ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متبع ہیں، جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مضمون کی جانب اپنے ارشاد میں اشارہ فرمایا ہے کہ: "اگر موسیٰ (علیہ السلام) زندہ ہوتے تو ان کو بھی میری پیروی کئے بغیر کوئی چارہ نہ ہوتا۔" اور میں اس کی وجہ "شرح شفا" میں حق تعالیٰ کے ارشاد: "وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ" الآیہ کے تحت بیان کر چکا ہوں۔

اور حدیث میں آتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام چالیس برس زمین میں رہیں گے، پھر ان کا وصال ہوگا اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے اور انہیں دفن کریں گے، جیسا کہ ابوداؤد طیالسی نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے اور دوسری روایات میں آتا ہے کہ: "وہ روضۂ اطہر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے درمیان دفن ہوں گے۔" اور یہ بھی مروی ہے کہ شیخینؓ کے بعد دفن ہوں گے، پس شیخینؓ کو مبارک ہو کہ دو نبی ان کے گرد و پیش ہیں۔" (شرح فقہ اکبر ص:۱۳۳)

دمشق اور قادیان:

مرزا غلام احمد قادیانی بزعم خود عیسیٰ علیہ السلام کو مارنے سے فارغ ہوئے تو خود عیسیٰ بن مریم بننے کے

لئے ''تاویلات'' کرنے لگے۔ اور تاویلات ایسی کہ سننے والوں کو قرآن وحدیث پر رحم اور مرزا صاحب پر ہنسی آنے لگے۔ عیسیٰ، مریم، دجال، دابۃ الارض، یاجوج ماجوج، آفتاب کا مغرب سے نکلنا، عیسیٰ بن مریم کی علامات، مہدی کی علامات، دجال کی علامات، یاجوج ماجوج کی علامات، دابۃ الارض کی علامات، وغیرہ وغیرہ، سینکڑوں امور میں مرزا صاحب نے تاویلیں کی ہیں۔ لیکن شیخ علی قاریؒ کی مندرجہ ذیل تصریح مرزا صاحب کی تمام تاویلات باطلہ کے رد کرنے کے لئے کافی ہے، بیت المقدس کے بارے میں لکھتے ہیں:

''اور اسی طرح یہ بھی ثابت ہے کہ مہدی اہل ایمان کے ساتھ دجال کے مقابلہ میں دمشق میں قلعہ بند ہوں گے اور یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام مسجد شام کے منارہ سے نازل ہوں گے، پس وہ آکر دجال کو قتل کریں گے، اور مسجد میں ایسے وقت داخل ہوں گے جبکہ نماز کی اقامت ہوچکی ہوگی، مہدی کہیں گے کہ یا روح اللہ! آگے تشریف لایئے! وہ فرمائیں گے کہ اس نماز کی اقامت تو تمہارے لئے ہوئی ہے۔ مہدی آگے بڑھیں گے اور عیسیٰ علیہ السلام ان کی اقتدا کریں گے، یہ بتانا مقصود ہوگا کہ وہ اس امت محمدیہ میں شامل ہیں، بعد ازاں عیسیٰ علیہ السلام ہی نماز پڑھایا کریں گے۔''

(موضوعات کبیر ص:۱۲۱ مطبوعہ مطبع مجیدی لاہور)

شیخ رحمہ اللہ کی اس تصریح کے بعد مرزائی تاویلات کا کوئی ادنیٰ جواز بھی باقی رہ جاتا ہے؟

آسمان سے عیسیٰؑ کا نازل ہونا ختم نبوت کے منافی نہیں:

مرزا صاحب نے ناواقف لوگوں کے ذہن میں یہ وسوسہ بھی ڈالا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا ختم نبوت کے منافی ہے، لیکن اس کی تردید کے لئے شیخ علی قاریؒ کا ایک فقرہ کافی ہے، ''فقہ اکبر'' میں امام اعظمؒ کا ارشاد ہے:

''اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام انسانوں سے افضل ابوبکر صدیق ہیں رضی اللہ عنہ۔''

اور شیخ علی قاریؒ اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

''اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عالم وجود میں تشریف لانے کے بعد پیدا ہوئے کیونکہ آپ اپنی تشریف آوری کے وقت خاتم النبیین تھے (لہٰذا آپؐ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا)، رہے عیسیٰ علیہ السلام! سو وہ آپؐ سے قبل عالم وجود میں تشریف لاچکے تھے، اگرچہ ان کا نزول آپؐ کے بعد ہوگا۔'' (شرح فقہ اکبر ص:۷۳)

اس تصریح سے مندرجہ ذیل امور منقح ہوگئے:

اول:...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی عالم وجود میں نہیں آئے گا، نہ تشریعی، نہ غیرتشریعی، نہ ظلی، نہ اصلی۔

دوم:...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ ہونا اور دوبارہ آنا ختم نبوت کے منافی نہیں کیونکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل عالم وجود میں آچکے تھے۔

سوم:...... احادیث متواترہ میں ''عیسیٰ'' کے آنے کی خبر دی گئی ہے۔ (ازالہ اوہام ص:۲۳۱ طبع پنجم، شہادۃ القرآن ص:۱۷۱)

اس سے مراد اصلی عیسیٰ علیہ السلام ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل تشریف لائے، یہ پیش گوئی کسی ''فرضی عیسیٰ'' سے متعلق نہیں جو ''الہامی حمل'' سے پیدا ہو، کیا قادیانی حضرات اس تصریح سے کوئی عبرت حاصل کریں گے؟

(جاری ہے)

قادیانی جماعت مرزا بشیر الدین محمود (قادیانی خلیفہ دوم) کی نظر میں!

سوروں کی جماعت:

''مجھے نہایت افسوس سے معلوم ہوا کہ جامعہ احمدیہ میں جو طلبا تعلیم پاتے ہیں، انہیں کنوؤں کے مینڈک کی طرح رکھا گیا ہے۔ ان میں کوئی وسعت خیال نہ تھی۔ ان میں کوئی شاندار امنگیں نہ تھیں اور ان میں کوئی روشن دماغی نہ تھی۔ میں نے کرید کرید کر ان کے دماغ میں داخل ہوجانا چاہا مگر چاروں طرف سے ان کے دماغ کا راستہ بند نظر آیا اور مجھے معلوم ہوا کہ سوائے اس کے کہ انہیں کہا جاتا ہے کہ وفات مسیح کی یہ یہ آیتیں رٹ لو یا نبوت کے مسئلہ کی یہ دلیلیں یاد کرلو انہیں اور کوئی بات نہیں سکھلائی جاتی...... میں نے جس سے بھی سوال کیا معلوم ہوا کہ اس نے اخبار بھی نہیں پڑھا اور جب بھی میں نے ان سے امنگ پوچھی تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم تبلیغ کریں گے اور جب سوال کیا کہ کس طرح تبلیغ کروگے؟ تو یہ جواب دیا کہ: ''جس طرح بھی ہوگا تبلیغ کریں گے۔'' یہ الفاظ کہنے والوں کی ہمت تو بتاتے ہیں مگر عقل تو نہیں بتاتے۔ الفاظ سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کہنے والا ہمت رکھتا ہے مگر یہ بھی ظاہر ہوجاتا ہے کہ کہنے والے میں عقل نہیں اور نہ وسعت خیالی ہے۔ ''جس طرح ہوگا'' تو سور کہا کرتا ہے۔ اگر سور کی زبان ہوتی اور اس سے پوچھا جاتا کہ تو کس طرح حملہ کرے گا؟ وہ یہی کہتا کہ: ''جس طرح ہوگا، کروں گا۔''

(خطبہ مرزا بشیر الدین محمود احمد سابق خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار ''الفضل'' جلد ۲۲ نمبر ۸۹ ص:۸، مورخہ ۲۲ جنوری ۱۹۳۵ء)

ایک ہفتہ

حضرت شیخ الہندؒ کے دیس میں!

قسط:۲۷

مولانا اللہ وسایا مدظلہ

دہلی جامع مسجد:

یہاں سے چلے تو دہلی جامع مسجد پہنچنا تھا۔ ۱۸۵۷ء کے انقلاب میں جامع مسجد دہلی ولال قلعہ کے درمیان کی تمام آبادی منہدم کردی گئی۔ دہلی مسجد کی سیڑھیوں پر کھڑے ہوں تو سامنے لال قلعہ ہے۔ لیکن اب یہاں بہت بڑی کھوکھا مارکیٹ بھی بن گئی ہے۔ البتہ وہ بالکل نیچے میدان میں ہے۔ اس لئے وہ مسجد وقلعہ کے حسن کے سامنے رکاوٹ نہیں ہے۔ اس مارکیٹ کے ایک جانب بس کھڑی ہوئی۔ دن بھر کے تھکے ماندے تھے۔ چلنا دوبھر ہورہا تھا۔ بس سے خاصہ چل کر مارکیٹ کراس کر کے جامع مسجد دہلی میں اپنی عصر کی نماز پڑھی۔ جماعت ہوچکی تھی۔ فقیر تو اتنا تھک گیا تھا کہ مسجد کے صحن میں ہی نماز پڑھ لی۔ اب جب اٹھے تو مسجد کے اندرونی حصہ گنبد والے ہال میں بھی حاضری دی۔ لاہور کی شاہی مسجد اس سے وسیع وعریض ہے۔ یہی حال لال قلعہ کا ہے۔ دہلی لال قلعہ سے لاہور کا شاہی قلعہ بڑا اور زیادہ خوبصورت ہے۔ فقیر نے لاہور کے قلعہ کو اندر سے پھر کر بھی دیکھا ہے۔ جب کہ لال قلعہ دہلی کا باہر سے کھڑے کھڑے نظارہ کیا۔ جس پر انڈیا کا جھنڈا بڑی سج دھج سے لہرا رہا تھا۔ ہلکی ہلکی ہوا چل رہی تھی۔ اب تھکے ماندے سیڑھیوں سے اترے، کھوکھا مارکیٹ کے درمیان سے گزرے، پھر سیڑھیاں چڑھے تو ایک خوبصورت قدرے کشادہ پارک میں تھے۔ یہ مولانا ابوالکلام آزادؒ پارک ہے اور اس میں اونچے چبوترہ پر چار ستونوں پر کھڑی چھت سنگ مرمر سے آراستہ، کے نیچے خوبصورت اور دیدہ زیب قبر مبارک ہے۔ یہ حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ کی آخری آرام گاہ ہے۔

مولانا ابوالکلام آزادؒ کے مختصر حالات:

اب جب کہ ”سفرنامے“ کے آخری دن کی آخری زیارت گاہ حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ پر مجھے لکھنا ہے، ایسی صورتحال پیدا ہوئی کہ ادھر تو بالکل تھک گیا ہوں، ادھر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل خاص سے یہ فضل فرمایا کہ: ”میں بڑے مسلمان“ کتاب میں مولانا آزادؒ کی سوانحی زندگی پر ”انڈکس“ مل گیا۔ اس کے بعد مزید سوانح پر لکھنا غیر ضروری ہوگیا۔ اسی کتاب میں میرے مرشد آغا شورش کاشمیریؒ کے قلم سے حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ کے سفر آخرت کے حالات مل گئے اور پھر ۱۹۴۷ء میں تقسیم کے موقع پر آپ کی دہلی جامع مسجد میں تقریر مل گئی۔ ان چیزوں کے ہوتے ہوئے مزید لکھنا عبث سمجھتا ہوں۔ عجیب ہے کہ سفرنامہ کا آخری حصہ لکھا لکھایا شامل کررہا ہوں، ورنہ اس سے قبل تو ایک ایک حرف لکھا ہے۔ مولانا ابوالکلام آزادؒ کا اصل نام محی الدین احمد تھا۔ لیکن ابوالکلام کے نام سے مشہور ہوئے۔

۱۸۸۸ء......۱۱نومبر کو مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے۔

۱۸۹۸ء......مکہ معظمہ سے کلکتہ آئے۔

۱۹۰۲ء......رسالہ لسان الصدق جاری کیا۔

۱۹۰۳ء......انجمن حیات اسلام لاہور کے سالانہ اجلاس میں خطبہ پڑھا۔

۱۹۰۹ء......آپ کے والد ماجد کا انتقال ہوا۔

۱۹۱۲ء......اردو اخبار ”الہلال“ جاری کیا۔

۱۹۱۴ء......حکومت نے ”الہلال“ کی ضمانت ضبط کرلی اور اخبار بند ہوگیا۔ ”البلاغ“ جاری کیا۔

۱۹۱۵ء......حکومت بنگال نے بنگال سے جلا وطن کردیا۔

۱۹۱۶ء......رانچی (بہار) میں نظر بند کردیئے گئے۔

۱۹۲۰ء...... رہا کردیئے گئے۔ دہلی میں پہلی مرتبہ مہاتما گاندھی سے ملاقات ہوئی۔ مہاتما گاندھی کی قیادت میں تحریک عدم تعاون میں حصہ لیا۔ گرفتار ہوئے اور دو سال کے لئے قید کردیئے گئے۔

۱۹۲۳ء......ستمبر میں انڈین نیشنل کانگریس کے خصوصی اجلاس منعقدہ دہلی کے صدر ہوئے۔

۱۹۳۰ء......کانگریس کے قائم مقام صدر ہوئے۔ پھر گرفتار کرلئے گئے اور ۱۹۳۲ء تک جیل میں رہے۔

۱۹۳۷ء......کانگریس پارلیمنٹری سب کمیٹی کے ممبر ہوئے۔

۱۹۴۰ء......پھر کانگریس کے صدر منتخب ہوئے

اور ۱۹۴۶ء تک اس عہدے پر رہے۔

۱۹۴۲ء...... کانگریس کے خصوصی ترجمان کی حیثیت سے سرسٹیفورڈ کرپس سے بات چیت کی۔ اگست میں ''ہندوستان چھوڑ دو'' تحریک کے سلسلہ میں گرفتار کرلئے گئے اور تین سال تک نظر بند رہے۔

۱۹۴۳ء...... بیگم آزاد کا انتقال ہوا۔ آپ جیل میں تھے۔

۱۹۴۵ء...... دوسرے کانگریسی لیڈروں کے ساتھ رہا ہوئے۔ وائسرائے کی طرف سے منعقدہ شملہ کانفرنس میں کانگریس کے ترجمان کی حیثیت سے شریک ہوئے۔

۱۹۴۶ء...... کیبنٹ مشن کے ساتھ مذاکرات میں حصہ لیا۔

۱۹۴۷ء...... دستور ساز اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے۔ عبوری حکومت میں تعلیم اور فنون لطیفہ کے ممبر ہوئے۔ ملک کی آزادی کے بعد ۱۵ اگست سے حکومت ہند کے وفاقی وزیر تعلیم ہوئے۔

۱۹۵۱ء...... پارلیمنٹ میں کانگریس پارٹی کے ڈپٹی لیڈر منتخب ہوئے۔

۱۹۵۲ء...... پہلے عام انتخابات میں پارلیمنٹ کے ممبر منتخب ہوئے۔ تعلیم، قدرتی ذرائع اور سائنسی تحقیقات کے وفاقی وزیر مقرر ہوئے۔

۱۹۵۵ء...... دوبارہ پارلیمنٹ میں کانگریس پارٹی کے ڈپٹی لیڈر منتخب ہوئے۔

۱۹۵۵ء...... دو ماہ کے لئے یورپ اور مغربی ایشیاء کے خیرسگالی دورے پر تشریف لے گئے۔

۱۹۵۶ء...... یونیسکو کی نویں عام کانفرنس منعقدہ دہلی کی صدارت کی۔

۱۹۵۷ء...... دوبارہ گوڑگاؤں کے حلقہ انتخاب سے لوک سبھا کے ممبر منتخب ہوئے۔ وزیر تعلیم، سائنسی تحقیقات کے عہدے پر برقرار رہے۔

۱۹۵۸ء...... ۲۲ فروری کو دہلی میں رحلت فرماگئے۔

سفر آخرت:

آپ کے ''سفر آخرت'' کے حالات پر آغا شورش کاشمیریؒ نے تحریر کیا کہ: ''۱۹ فروری ۱۹۵۸ء کو پانچ بجے صبح حسب معمول امام الہند مولانا ابوالکلام آزادؒ چائے پی کر غسل خانہ میں گئے کہ یکایک جسم کے دائیں حصہ پر فالج نے حملہ کیا اور بے بس ہوگئے اور بالآخر ۲۱ اور ۲۲ فروری کی درمیانی شب میں دو بج کر دس منٹ پر موت نے اس عظیم انسان کے لئے اپنا دامن وا کردیا جو اس دور میں سب سے بڑا ہندوستانی، سب سے بڑا انسان اور سب سے بڑا مسلمان تھا۔ تمام ہندوستان نے اشکبار چہروں کے ساتھ اپنے جھنڈوں کو سرنگوں کردیا۔ جہاں جھنڈے سرجھکا رہے تھے وہاں لوگوں نے اپنے دلوں کے پرچم جھکا دیئے کہ اس دور کا ابن تیمیہؒ رحمت خداوندی کی گود میں چلا گیا ہے۔ دم زدن میں موت کی خبر ہندوستان کی وساطت سے تمام دنیا میں نکل گئی۔ ہندوستان دیکھتے ہی دیکھتے تعزیت کدہ نظر آنے لگا۔ کاروبار بند ہوگئے۔ حتیٰ کہ بینکوں میں بھی ہڑتال ہوگئی۔

رحلت کا اعلان ہوتے ہی تین چار لاکھ انسان کوٹھی کے باہر جمع ہوگئے۔ گریہ وبکا کا طوفان بڑھتا رہا۔ لوگوں کے غول لگاتار چھ گھنٹے تک قطار اندر قطار کوٹھی کے صحن میں اپنے عظیم الشان راہنما کی زیارت کے لئے آتے ہی گئے۔ ہر مذہب، ہر عقیدہ، ہر فرقہ کے انسانوں کا سمندر جوار بھاٹا دینے لگا۔ ہندو اور سکھ عورتیں اور مرد نعش کے پاس سے گزرتے تو دونوں ہاتھ جوڑ کر نمسکار کرتے، ہر آنکھ میں آنسو تھے۔ ایک طرف راجندر پرشاد صدر جمہوریہ، ڈاکٹر رادھا کرشن نائب صدر، پنڈت جواہر لال نہرو اور دوسرے عمائدین ملک وقوم تصویر ماتم بنے کھڑے تھے جیسے وہ اس دن جینا نہیں چاہتے تھے۔ دوسری طرف لوگ آنسوؤں کی مالائیں چڑھاتے گزرتے جاتے تھے۔ کئی ہزار برقعہ پوش مسلمان خواتین، آزادی کے بعد پہلی مرتبہ نئی دہلی میں اس طرح یکجا اشکبار نظر آرہی تھیں۔ حضرت مولانا تاریخ انسانی کے تنہا مسلمان تھے جن کے ماتم میں کعبہ وبت خانہ اس شدت سے سینہ کوب تھے۔

پنڈت جواہر لال نہرو سراپا گریہ تھے۔ انہیں سنبھالنے والے ہزاروں تھے، لیکن وہ لوگوں کو سنبھالنے کے لئے دوڑے پھر رہے تھے۔ تمام کوٹھی کے وسیع باغات انسانوں سے اٹ چکے تھے، لیکن لوگ اندر آنے کے لئے دروازہ پر ہجوم کرتے رہے۔ پنڈت نہرو پورٹیکو کے باہر لوگوں کو ایک عام رضاکار کی طرح ہاتھ پھیلا کر روکتے رہے اور جب جنازہ اٹھانے کے لئے ان کو بلایا تو ان کی نظریں، ہمرکاب سیکورٹی آفیسر پر رک گئیں۔ استفسار کیا: آپ کون؟ جواب ملا: سیکورٹی آفیسر، آپ کی حفاظت کے لئے۔ پنڈت نہرو نے کہا: کیسی حفاظت؟ موت تو اپنے وقت پر آتی ہے، بچاسکتے تو مولانا کو بچالیتے۔ یہ کہہ کر پنڈت نہرو بلک بلک کر رونے لگے۔

پون بجے میت اٹھائی گئی۔ پہلا کندھا عرب ملکوں کے سفیروں نے دیا۔ جب کلمہ شہادت کی صداؤں میں جنازہ اٹھا تو عربی سفراء کاندھا دیتے وقت پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ پنڈت جواہر لال نہرو، خان محمد یونس خان، مسٹر کرشنا مینن، مسٹر پربودھ چندر اور بخشی غلام محمد نے احاطہ سے باہر میت کو توپ گاڑی پر رکھا۔ راجندر بابو دمہ کے مریض ہونے کے باوجود صبح ہی سے تصویر یاس بنے کھڑے تھے۔ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ ''آج ۳۸ سال کی دوستی اور رفاقت کا انت ہوگیا۔'' پنڈت پنت نے درد سے کانپتی ہوئی آواز میں کہا: ''مولانا ایسے لوگ پھر کبھی پیدا نہ ہوں گے اور ہم تو کبھی نہ دیکھ سکیں گے۔''

پنڈت نہرو کی ہچکی بندھ گئی۔ مولانا احمد سعید رحمہ اللہ کی سفید داڑھی پر آنسوؤں کے موتی جگمگا اٹھے۔ تمام فضا میں نالہ ہائے شیون تیرنے لگے۔ مولانا کی بڑی بہن آرزو بیگم نے کوٹھی کی چھت سے بھائی کی میت پر آخری نظر ڈالی اور کہا۔ ''اب کوئی آرزو باقی نہیں رہی۔''

جنازہ کی گاڑی میں سرہانے کی سمت دائیں رخ پر پنڈت نہرو اور بائیں طرف پر صدر کانگریس ڈھیبر بھائی کھڑے تھے۔ ان کے پیچھے جنرل شاہ نواز، ڈھیبر بھائی کے ساتھ بخشی غلام محمد اور پروفیسر ہمایوں کبیر موجود تھے۔

جسم پر کھدر کا کفن تھا۔ میت ہندوستان کے قومی جھنڈے میں لپٹی ہوئی تھی جس پر کشمیری شال پڑا تھا۔ جنازہ کے پیچھے صدر جمہوریہ اور نائب صدر کار میں بیٹھے تھے۔ ان کے پیچھے پارلیمنٹ کے ارکان، مختلف صوبوں کے وزراء اعلیٰ، اکثر صوبائی گورنر اور غیر ملکی سفارتی نمائندے چلے آرہے تھے۔ بھارتی افواج کے چیف آف اسٹاف جنازہ کے دائیں بائیں تھے۔

جب جنازہ کا جلوس انڈیا گیٹ اور ہارڈنگ برج سے ہوتا ہوا لاکھوں انسانوں کی عقیدت ومحبت کو لئے دریا گنج کے علاقہ میں داخل ہوا تو سڑک کے دونوں کناروں درمیانی فٹ پاتھ اور دراز قد مکانوں کی چھتوں سے پھول ہی پھول برسنے لگے۔ یہاں پھولوں اور پنکھڑیوں کی موسلا دھار بارش کے سوا کچھ نظر ہی نہیں آتا تھا اور جب جنازہ جامع مسجد کے قرب و جوار میں پہنچا تو عالم ہی دوسرا تھا۔ جامع مسجد کی بالائی چھت، سیڑھیوں کے لمبے سلسلے، محرابوں کی پیوست زنجیریں، حجروں کی ہم آغوش صفیں، مکانوں کی منڈیریں اور دکانوں کے چھجے انسانی سروں سے لدے پڑے تھے۔ پریڈ گراؤنڈ میں محتاط سے محتاط اندازہ کے مطابق بھی پانچ لاکھ افراد جمع تھے۔ قبر کے ایک طرف علماء وحفاظ قرآن مجید پڑھ رہے تھے اور دوسری طرف اکابر وفضلاء سر جھکائے کھڑے تھے۔ یہاں سب سے پہلے بری فوج کے ایک ہزار سپاہیوں، ہوائی فوج کے تین سو جانبازوں اور بحری فوج کے پانچ سو نوجوانوں نے اپنے عسکری بانکپن کے ساتھ میت کو سلام کیا۔ پھر مولانا احمد سعید رحمہ اللہ نے دو بج کر پچاس منٹ پر نماز جنازہ پڑھائی...... ادھر نماز جنازہ پڑھائی جارہی تھی ادھر پنڈت نہرو قبر کے قریب فرش زمین پر بیٹھے تک تک دیکھ رہے تھے۔ امام نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا اور میت لحد کے قریب لائی گئی تو ہزارہا بندھے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوگئے۔ فوج نے تعزیتی بگل بجائے۔ ستاروں کی طرح پھیلے ہوئے مسلمانوں کی آنکھیں پھر اشکبار ہوگئیں۔ مولانا احمد سعید رحمہ اللہ نے لحد میں اتارا۔ کوئی تابوت تیار نہ کیا گیا تھا۔ ایک یادگار جسم سفید کفن میں لپٹا ہوا خاک کے حوالہ کردیا گیا۔ راجندر بابو نے آنسوؤں کی جل میں بھگو کر پھول نچھاور کئے۔ پنڈت نہرو نے گلاب چھڑکا تو بے اختیار ہوگئے۔ لوگوں نے سہارا دیا اور جب مٹی دینے لگے تو بلک بلک کر رو رہے تھے۔ ہر چہرہ روتا ہوا نظر آتا تھا۔

مسلمانوں کی عہد آفریں ہستیوں پر خود مسلمانوں کے ہاتھوں جو گزری، اس سے تاریخ بھری پڑی ہے۔ ہمیشہ بڑوں کی عظمت پر ان کی موت نے شہادت دی ہے۔ آج جن لوگوں پر ہمارے علم وعمل اور فکر ونظر کی عمارتیں استوار ہیں، اپنی حیات میں ان پر تبرّیٰ کیا گیا۔ قید میں ڈالا گیا۔ زنجیریں پہنائی گئیں۔ بسا اوقات وہ عوام کے سب و شتم اور خواص کے جور وستم کی تاب نہ لاکر موت کی پناہ لینے پر مجبور ہوگئے۔ حتیٰ کہ مسلمانوں نے انہیں گور وکفن سے بھی محروم رکھا۔ غرض رسوائی اور تشہیر کا تمام گرد وغبار ان کی ہستی پر ڈالا گیا...... مگر جب وقت نے کروٹ لی تو ان کی ذات سورج کی طرح ابھر کر سامنے آگئی اور تاریخ کی پیشانی ان کے آستانہ عظمت پر ہمیشہ کے لئے جھک گئی...... امام الہند حضرت مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ کو بھی ان جانکاہ راستوں سے گزرنا پڑا۔ ڈاکٹر ذاکر حسین رحمہ اللہ کے الفاظ میں: ''وقت کی کوئی گالی نہ تھی جو ایک زمانہ میں مسلمانوں نے ان کے خلاف استعمال نہ کی ہو۔ مگر وہ تحمل کے اعتبار سے پہاڑ تھے۔ انہوں نے ہمیشہ صبر کیا۔'' ان کی اور ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی زندگی میں حیرت انگیز مماثلت ہے اور یہ مماثلت موت کے بعد بھی نظر آتی ہے۔ جس طرح ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی رحلت پر زندگی کا کوئی شعبہ ماتم سے خالی نہ رہا تھا۔ اسی طرح حضرت مولانا کی وفات پر زندگی کا ہر شعبہ ماتم گسار ہے۔ جب تک حیات تھے وقت کی سیاسی مصلحتیں ان کے گریبان پر ہاتھ اٹھاتی تھیں۔ آج اٹھ گئے ہیں تو مزار، عوام وخواص کا مرجع ہے۔

''مرگئے ہم تو زمانہ نے بہت یاد کیا''

(جاری ہے)

رواداری ...... حاصل تمنائی

وہی جبر و تشدد کو اب اپنا حق سمجھتے ہیں
جو کہتے تھے سیاست میں رواداری ضروری ہے
یہ استدلال بھی کتنا عجب ہے عقل والوں کا
جو صحت کی تمنا ہے تو بیماری ضروری ہے

تحریکِ ختمِ نبوت..... آغاز سے کامیابی تک

قسط:11

سعود ساحر

پاکستان کی قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی میں مرزا غلام قادیانی ملعون کے تیسرے جانشین مرزا ناصر پر جرح اتمام حجت کے لئے تھی، ورنہ مسلمانوں کے نزدیک یہ امر حتمی اور حرف آخر تھا اور ایمان کے تمام تقاضوں کے مطابق تھا کہ حضور محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور بعد از خدا بزرگ ہستی کے بعد مسیلمہ کذاب سے لے کر غلام قادیانی تک جس نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا، ظلی یا بروزی..... وہ کذاب اور جہنمی ہے۔ یہی حق اور سچ ہے۔ دور جدید میں جب اس فتنے نے سر اٹھایا تو روز اول سے لے کر ستمبر ۱۹۷۴ء تک برصغیر کے مسلمان اس نجس وجود کو خود سے جدا کرنے کی جدوجہد میں لگے رہے۔ اس راہ میں انگریز کی قوت ہو یا اس کی ذریت کا جبر، سب درویشوں اور آقائے نامدار کے غلاموں کے قدموں میں ڈھیر ہو گئے۔ یہ اتنی بڑی کامیابی رب کائنات کے کرم سے حاصل ہوئی۔ علماء و مشائخ اور مجلس احرار اسلام کے عاشقان رسول جنہیں اللہ کریم نے کردار کی عظمت واستقامت، آقا کی محبت تحریر کی قوت اور تقریر کے ہنر سے نوازا تھا، انہوں نے اپنے تمام تر علم وفن کو اس کذاب کے خلاف استعمال کیا۔ ایک طویل سلسلہ مجاہدین ختم نبوت کا ہے، جنہوں نے دنیا میں عزت واحترام پایا اور آخرت کی سرخروئی جن کا نصیب ٹھہرا اور قومی اسمبلی کے وہ ارکان جو دین کے نام پر انتخاب جیتے یا کسی اور نعرے یا شناخت پر کامیابی حاصل کی، سب اس مسئلے پر یک زبان ہو گئے۔ یہ بھی ہماری سیاسی تاریخ کا عظیم لمحہ اور حسن اتفاق ہے کہ اس وقت قومی اسمبلی میں حضرت مولانا مفتی محمودؒ، مولانا عبدالحق، مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا شاہ احمد نورانیؒ، مولانا مصطفیٰ الازہریؒ، مولانا ظفر احمد انصاریؒ، پروفیسر غفور احمدؒ، محمود اعظم فاروقی، عزیز بھٹی، یحییٰ بختیارؒ اور بہت سے دوسرے کامل ایمان والے مسلمان تھے، جواب اس دنیا میں نہیں۔ اللہ تعالیٰ ان عاشقان رسول پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔ (آمین)۔

البتہ صاحبزادہ احمد رضا قصوری اور صاحبزادہ فاروق علی بقید حیات ہیں۔ تاہم یہ بہت دکھ کی بات ہے کہ ہزاروں جانوں کی قربانی اور اکابرین امت کی بے لوث جدوجہد سے جو کامیابی امت مسلمہ کو حاصل ہوئی، ہم اس کے تمام ثمرات سمیٹنے میں ناکام رہے اور وہ حیات افروز لمحات خیال وخواب ہوئے، جب تمام فروعی اختلاف کو بھلا کر پوری امت مسلمہ یکجان وہم خیال ہوگئی تھی۔ دشمن خوف وہراس کی دلدل میں پھنسا نظر آتا تھا۔ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم پر کامل ایمان رکھنے والوں کے مقابل آنے سے ڈرتا تھا اور ایک یہ وقت ہے کہ امت سرور لولاک صلی اللہ علیہ وسلم سے خوف آتا ہے، جبکہ مسلمان کے دشمن متحد ہیں، سازشیں ہو رہی ہیں، ارض موعود پاکستان کی بربادیوں کے مشورے ہیں اور یکجائی اور یک جان اپنے اصل راستے سے بھٹک چکے ہیں۔ گروہ در گروہ بٹ کر رہ گئے، بزرگوں کی مسند سنبھالنے والے ایک گروہ نے انگریز سے نجات کی خاطر بنائی جانے والی حکمت عملی کو اصول دین بنالیا۔ بزرگوں کے چند جانشین فروعی معاملات کو دین کے اصول بنانے پر مصر ہیں۔ کوئی کچھ سمجھنے کو آمادہ وتیار نہیں۔ فقہی آراء کے اختلاف کی بنیاد پر قتل وغارت گری ہو رہی ہے۔ مسلمان، مسلمان کی جان ومال کے درپے ہیں۔ مساجد، عبادت گاہوں اور دینی اجتماعات کا تحفظ دشوار ہو کر رہ گیا ہے۔ ہر لحہ دشمن کے مقاصد کے حصول کو ہم خود آسان بنانے میں لگے ہیں۔ بہر حال اللہ رب العزت سے دعا ہی کی جاسکتی ہے کہ وہ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ان کے غلاموں کو پھر یکجائی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

آیئے اسٹیٹ بینک بلڈنگ چلتے ہیں، جہاں انکار کا خوگر خود اپنے پھیلائے مکر کے جال میں پھنسا کسمسا رہا ہے اور اٹارنی جنرل یحییٰ بختیار کے سوالات کے جواب میں اقرار اور انکار کے دو غلے پن کا شکار ہے۔

اٹارنی جنرل: ''آپ کے علم میں ہے کہ عیسائیوں، مسلمانوں اور ہندوؤں کے علیحدہ علیحدہ کیلنڈر ہیں، عیسوی کیلنڈر جس کا سال ۱۹۷۴ء ہے، مسلمانوں کا کیلنڈر ہجری ہے، ہمارا سال ۱۳۹۴ ہجری ہے، اسی طرح ہندوؤں کا کیلنڈر بکری ہے، تو کیا احمدیوں کا بھی کوئی کیلنڈر ہے؟''

مرزا ناصر: ''نہیں۔''

اٹارنی جنرل: ''آپ کے اخبار میں ہجری سال کے ساتھ کسی سال کا ذکر آتا ہے؟ مرزائیوں کے بارہ مہینوں کے نام صلح، تبلیغ، امان، شہادت، ہجرت، احسان، وفا، ظہور، تبوک، اخاء، نبوت، فتح یہ کیا ہے؟''

مرزا ناصر: ''ہجری کیلنڈر ہے، افغانستان میں ایک کیلنڈر رائج ہے، احمدیوں کا بھی دل چاہا کہ ایک کیلنڈر شروع کریں تو ان مہینوں کے نام رکھ دیئے۔ یہ ایک کوشش ہے، ورنہ ہمارا کوئی علیحدہ کیلنڈر نہیں!

(سبحان اللہ! دل چاہا مہینوں کے نام رکھ دیئے، جی چاہا مہدی، مسیح موعود، نبی ہونے کا دعویٰ کر دیا، جی چاہا لیٹرین میں دم دے دیا)۔

اٹارنی جنرل: ''۱۹۰۱ء کو کامیابیوں کا سال قرار دیا اور کہا کہ احمدیوں کو چاہئے کہ اپنے پیروکاروں کو کہیں کہ وہ اپنے آپ کو بطور احمدی مسلمان درج کرائیں، یہ وہ سال تھا کہ مرزا نے اپنے ماننے والوں کو احمدی کا نام دے کر مسلمانوں سے مختلف کر دیا؟''

مرزا ناصر: ''آپ نے جو عنوان پڑھا ہے، یہ تردید کر رہا ہے۔''

اٹارنی جنرل: ''تردید کر رہا ہے یا تائید کر رہا ہے؟''

مرزا ناصر: ''یہ تو میرے لئے دلچسپ ہے!''

اٹارنی جنرل: ''واقعی؟ آپ نے محضر نامے میں علیحدگی کے رجحان کے ضمن میں کہا ہے کہ ہم ان کا جنازہ نہیں پڑھتے، جنہوں نے فتویٰ دیا؟''

مرزا ناصر: ''مجھے تو اپنا محضر نامہ یاد نہیں کہ کس صفحہ پر ہے!''

اٹارنی جنرل: ''میں پڑھ دوں؟'' مرزا ناصر: ''نہیں، اتنا تو یاد ہے کہ یہ لکھا جائے!''

اٹارنی جنرل: ''تو جنازہ نہ پڑھنے کا سبب فتویٰ ہے اور کوئی وجہ ہو تو بتا دیں؟''

مرزا ناصر: ''نہیں جو میں نے کہہ دیا، کافی ہے، وہی جو فتویٰ دے۔''

اٹارنی جنرل: ''مرزا غلام احمد کے ایک صاحبزادے تھے، جو احمدی نہیں ہوئے؟''

مرزا ناصر: ''ہاں بیعت بھی نہیں کی!''

اٹارنی جنرل: ''تو ان کی وفات پر ان کا جنازہ نہیں پڑھایا؟''

مرزا ناصر: ''مجھے یاد نہیں۔'' پھر مرزا ناصر نے اپنے ساتھی سے دریافت کیا کیوں جی نہیں پڑھا؟ مرزا ناصر کو بتایا گیا کہ ''بیٹے کا جنازہ نہیں پڑھا!'' مرزا ناصر: ''درست ہے، نہیں پڑھا۔''

اٹارنی جنرل: ''مرزا غلام احمد نے کہا کہ میرے یہ بیٹے بڑے فرمانبردار تھے، کیونکہ احمدی نہیں ہوئے، اس لئے جنازہ نہیں پڑھا تو کیا اس نے بھی کوئی فتویٰ دیا تھا؟''

مرزا ناصر احمد: ''نہیں۔'' اٹارنی جنرل: ''آپ کا جو لٹریچر ہے، اس کے مطابق احمدی اپنے آپ کو علیحدہ امت سمجھتے ہیں، جیسے باقی نبیوں نے کیا۔ غلام احمد کی امت بھی الگ ہے؟''

مرزا ناصر: ''ٹھیک ہے۔'' اٹارنی جنرل: ''مرزا بشیرالدین کی ایک انگریزی کتاب شناکو ہے؟''

مرزا ناصر: ''وہ ایک خطاب ہے، انگریزی میں شائع ہوئی ہے۔''

اٹارنی جنرل: ''اس میں ہے کہ احمدیوں کو باقی مسلمانوں سے علیحدہ قوم و جماعت بناتا ہے، دائرۂ اسلام سے خارج مسلمان ہیں؟''

مرزا ناصر: ''پتہ نہیں، اس میں کیا لکھا ہے۔''

اٹارنی جنرل: ''ضیاء الاسلام پریس قادیان کا آپ سے کیا تعلق ہے؟''

مرزا ناصر: ''ہر شخص کتابیں شائع کرتا ہے۔''

اٹارنی جنرل: ''یہ پریس آپ کی مطبوعات بھی شائع کرتا ہے۔''

مرزا ناصر: ''جی شائع کرتا ہے، لیکن ہماری پبلی کیشن مرش کا اخبار بھی لاہور میں شائع کرتا ہے اور بہت سے اخبار اور پریس کرتے ہیں۔''

اٹارنی جنرل: ''اس پریس سے آپ کا کیا تعلق ہے؟''

مرزا ناصر: ''فرد واحد احمدی کی ملکیت ہے۔''

اٹارنی جنرل: ''مرزا نے اپنی کتاب میں لکھا کہ میں نے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں؟''

مرزا ناصر: ''کبھی انہوں نے خدائی کا دعویٰ نہیں کیا۔''

اٹارنی جنرل: ''کشف میں دیکھا کہ میں خدا ہوں، یقین کیا کہ میں وہی ہوں، یہ مرزا کی عبارت ہے؟''

مرزا ناصر: ''یہ کشف ہے۔'' اٹارنی جنرل: ''نبی کا کشف تو وحی ہوتا ہے۔''

مرزا ناصر: ''لوگوں نے خدا کے متعلق کیا کچھ کہا، بزرگوں کے حوالہ جات بتاؤں کہ کیا کہا؟''

حضرت مفتی محمود: ''بزرگوں کی باتوں کو نبیوں کی باتوں پر قیاس نہیں کیا جا سکتا، بڑے سے بڑے بزرگ کی بات میں بھی غلطی کا امکان ہے، مگر انبیاء علیہم السلام تو غلطی سے پاک ہوتے ہیں، ان میں غلطی تسلیم کرنا منصب نبوت کی توہین ہے، کسی بزرگ کا کوئی شخص خواب بیان کرتا ہے یا جذب کی حالت کا قول، جو شریعت کے خلاف ہو تو میں بحیثیت مفتی فتویٰ دیتا ہوں اور تمام مکاتب فکر اس مسئلے میں میرے ساتھ ہیں، اگر بزرگ کا قول شریعت کے خلاف ہے اور وہ مغلوب الحال یا کیفیت جذب میں ہے اور بے اختیار کوئی بات کر دے، تو وہ معذور ہے، اگر جان کر کہا تو کفر کا فتویٰ لگا لیں گے، اب مرزا ناصر بتائیں کہ مرزا غلام احمد معذور تھے یا کافر؟ معذور تھے تو نبی نہیں ہو سکتے اور اگر کافر تھے تو مسئلہ ہی حل ہو گیا۔''

مولانا شاہ احمد نورانی: حضرت مفتی صاحب کی میں تائید کرتا ہوں کہ شرعی مسئلہ یہی ہے، جو خلاف شریعت بات کرے، وہ معذور نہ ہو گا تو کافر ہو گا۔

اٹارنی جنرل: ''ایک حوالہ یہ ہے کہ مرزا غلام

احمد کہتا ہے کہ خدا نے مجھے کہا کہ ایک خوبصورت عورت ہے، یہ کیا معاملہ ہے؟"

مرزا ناصر: "میں اس وقت تردید یا تائید کی پوزیشن میں نہیں ہوں، چیک کروں گا۔"

اٹارنی جنرل: "میں نے ابھی پورا پڑھا نہیں؟" مرزا ناصر: "عورت کہا اتنا اشارہ کافی ہے۔"

اٹارنی جنرل: "آپ کے علم میں یہ خبر نہیں؟"

مرزا ناصر: "ہمارے علم میں کوئی چیز ہے، ہمارے (تھوڑا سا وقفہ) اس عرصے میں خبر چیک کروں گا۔"

اس موقع پر علماء حضرات نے اسپیکر سے کہا کہ فیصلہ یہ ہوا تھا کہ مرزا ناصر سے سوالوں کے جواب ہاں یا نہیں میں لے کر پھر ضرورت ہو تو وضاحت کی اجازت دی جائے گی۔

چیئرمین: "اٹارنی جنرل صاحب! اس کا خیال رکھیں کہ گزشتہ فیصلے پر عمل ہو۔"

مفتی محمود: "جناب وہ تحریری بیانات اور اقتباسات پر وقت ضائع کرتے ہیں، غیر متعلق باتوں میں، خواب، کشف پیش کر کے معاملہ کو طول دے رہے ہیں۔ آپ انہیں پابند کریں کہ وہ مرزا کی پوزیشن واضح کریں۔"

مولانا شاہ احمد نورانی: "جناب قرآن و حدیث کسوٹی ہے، مرزا کے اقوال و تحریرات کو اس پر پیش کریں، تذکرۃ الاولیاء اور جواہر الفلاکد یہ ہمارے لئے حجت نہیں۔"

مفتی محمود: "بات اصلی اور نقلی کی نہیں، چور تو چور ہے، جرم ثابت ہوا، اس نقطہ نظر سے بحث کو جاری رکھیں تاکہ وقت ضائع نہ ہو۔"

چیئرمین: "سوال مکمل نہ ہو تو گواہ کو بیچ میں نہیں بولنا چاہئے، اسے ایسا کرنے سے روکا جائے گا۔"

سردار مولا بخش سومرو: "گواہ کی نیت درست ہو تو لمبی چوڑی وضاحتوں کی کیا ضرورت ہے؟ اصل مسئلہ یہ ہے کہ قادیانی مسلمانوں سے علیحدہ مذہب ہے، دھوکہ سے یہ لوگ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں رہیں۔"

چیئرمین: "بعض سوالات کے جواب فوری نوعیت کے ہوتے ہیں مگر وہ تاخیری حربے اختیار کرتے ہیں۔"

سردار مولا بخش سومرو: "وہ آ کر جو خطبہ کے انداز میں شروع ہو جاتے ہیں وہ گواہ ہے، ہمارا خطیب نہیں۔"

عبدالعزیز بھٹی: "سر! غیر متعلق جواب پر اپنا اختیار استعمال کریں۔"

مولانا ظفر احمد انصاری: "الفضل وغیرہ کے جو حوالے آپ پیش کریں، اگر وہ انکار کرے تو آپ اصل دکھائیں، وہ جھٹلا نہ سکے تو ریکارڈ پر آ جائے گا۔"

مولانا غوث ہزاروی: "دیکھیں آپ سوال کریں کہ یہ غلام احمد یا بشیر الدین نے کہا یا نہیں۔ ان کی تقریر سننے کے لئے ہم یہاں نہیں بیٹھے۔"

(جاری ہے)

قادیانی جماعت مرزا غلام احمد قادیانی کی نظر میں!

بھیڑیوں کی جماعت:

"بعض حضرات جماعت میں داخل ہو کر اور اس عاجز سے بیعت کر کے اور عہد توبہ نصوح کر کے پھر بھی ویسے کج دل ہیں کہ اپنی جماعت کے غریبوں کو بھیڑیوں کی طرح دیکھتے ہیں۔"

(مجموعہ اشتہارات ص۴۴۱ تا ۴۴۳ ج اول روحانی خزائن ص۳۹۵،۳۹۶ ج۶)

درندوں سے بدتر جماعت:

"بدی کا نیکی کے ساتھ جواب دینا سعادت کے آثار ہیں اور غصہ کو کھا لینا اور تلخ بات کو پی جانا نہایت درجہ کی جوانمردی ہے مگر میں دیکھتا ہوں کہ یہ باتیں ہماری جماعت کے بعض لوگوں میں نہیں بلکہ بعض میں ایسی بے تہذیبی ہے کہ اگر ایک بھائی ضد سے اس کی چارپائی پر بیٹھا ہے تو وہ اس کو سختی سے اٹھانا چاہتا ہے اور اگر نہیں اٹھتا تو چارپائی کو الٹا کر دیتا ہے اور اس کو نیچے گراتا ہے پھر دوسرا بھی فرق نہیں کرتا اور وہ اس کو گندی گالیاں دیتا ہے اور تمام بخارات نکالتا ہے۔ یہ حالات ہیں جو اس مجمع میں مشاہدہ کرتا ہوں۔ تب دل کباب ہوتا اور جلتا ہے اور بے اختیار دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ اگر درندوں میں رہوں تو ان بنی آدم سے اچھا ہے۔"

(مجموعہ اشتہارات ص۴۴۱ تا ۴۴۳ ج اول روحانی خزائن ص۳۹۵،۳۹۶ ج۶)

تہذیب اور پرہیزگاری سے عاری جماعت:

"اخی مکرم حضرت مولوی نور الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ بارہا مجھ سے یہ تذکرہ کر چکے ہیں کہ ہماری جماعت کے اکثر لوگوں نے اب تک کوئی خاص اہلیت اور تہذیب اور پاک دلی اور پرہیزگاری اور للّٰہی محبت باہم پیدا نہیں کی۔ سو میں دیکھتا ہوں کہ مولوی صاحب موصوف کا یہ مقولہ بالکل صحیح ہے۔"

(مجموعہ اشتہارات ص۴۴۱ تا ۴۴۳ ج اول روحانی خزائن ص۳۹۵،۳۹۶ ج۶)

مخنثوں کی جماعت:

"اگر مسلمان ان تعلیموں کے پابند ہو جائیں تو میں قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ وہ فرشتے بن جائیں اور اگر وہ اس گورنمنٹ کے سب قوموں سے بڑھ کر خیر خواہ ہو جائیں تو تمام قوموں سے زیادہ خوش قسمت ہو جائیں۔ اگر وہ مجھے قبول کر لیں اور مخالفت نہ کریں تو یہ سب کچھ انہیں حاصل ہوگا اور ایک نیکی اور پاکیزگی کی روح ان میں پیدا ہو جائے گی اور جس طرح ایک انسان خوجہ (مخنث) ہو کر گندے شہوات کے جذبات سے الگ ہو جاتا ہے اسی طرح میری تعلیم سے ان میں تبدیلی پیدا ہوگی (گویا مرزا صاحب کی تعلیم پر عمل کرنے والی قادیانی جماعت اب خوجوں یعنی مخنثوں پر مشتمل ہے۔ مرتب)۔" ("حضور گورنمنٹ عالیہ میں ایک عاجزانہ درخواست" از مرزا غلام احمد قادیانی مجموعہ اشتہارات ص۱۴۴، جلد ۳)

قادیانیت کے خلاف اُمّتِ مُسلمہ کے فتاویٰ جات کا مجموعہ

فتاویٰ ختمِ نبوّت

(۳ جلدیں)

تحقیق و تخریج شدہ جدید ایڈیشن

ترتیب

حضرت مولانا سعید احمد جلالپوری شہید رحمہ اللہ

تحقیق و تخریج

زیرِ نگرانی

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی

تمام مکاتبِ فکر کے علمائے کرام، ومفتیانِ عظام کے وہ فتاویٰ جو اُنہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی ذُرّیت کے کافر، مرتد اور دائرۂ اسلام سے خارج ہونے سے متعلق دیئے ہیں، تحقیق وتخریج کے بعد انہیں یکجا شائع کیا گیا ہے۔

★ ختمِ نبوّت کے محاذ پر کام کرنے والے حضرات وُمبلّغین کے لئے معین ومددگار

★ دار الافتاء اور لائبریری کے لئے بیش بہا علمی خزانہ

★ عمدہ کاغذ، جاذبِ نظر سرِورق

★ علماء وطلبہ اور کارکنانِ ختمِ نبوّت کے لئے خصوصی رعایت

شائع کردہ: عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت کراچی

021-32780337, 021-34234476

اسٹاکسٹ

مکتبۂ لُدھیانوی 18- سلام کتب مارکیٹ بنوری ٹاؤن کراچی

021-34130020, 0321-2115595, 0321-2115502